

جاء الحق وفتح الظلال الباطل كان هوقا

CHECKED - 1963

تروید غلام نبی اللہ احمد صاحب بہادر کر بلانی مجتہد و غیرہ وغیرہ



Checked
1987

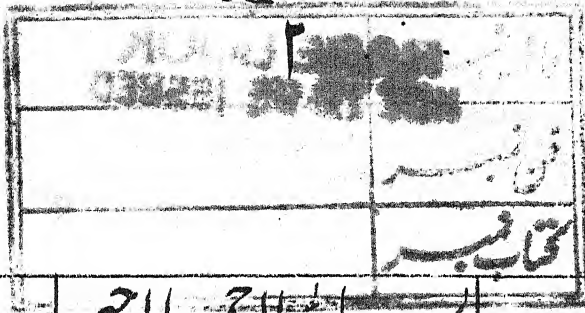
اظہار الحق

تنبیہ

(مولیٰ علیٰ افضا شریف فرما ہو کہ اگر امام بارہویں اور نقشبۃ کلان و خردین اپنی تعلیم و تلقین کے برخلاف شعائر الاوثان انصاب پرستی ملاحظہ فرمائیں اور عقاید مروجہ تحریف و اسقاط قرآن اور لعن طعن بغض عداوت سب و شتم اور توہین صحابہؓ اور تکفیر و تذلیل بعض اہل بیت کرام و تنقیص انبیاء علیہم السلام و ثوابت (سیکری) و اجرتیہ (نفاق) وغیرہ وغیرہ سنا کریں تو لاریب آپ بالکل حیران ہو جائیں گے کہ بہ کس مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہیں اور کس دین کے پیرو اور شیعہ ہیں اور حجتیہ ہو جائیں گے کہ میں اپنے خالصین بنسب کو کس حالت میں چھوڑ گیا تھا اب کن خرافات میں مہمک ہیں۔)

دن مطبع مجلیٰ ناصیہ
۱۳۲۲ھ
۵ جمادی الثانی
۱۹۰۴ء
مطبع گردید

CHECKED 1995



بسم الله الرحمن الرحيم

مَحْمَدٌ وَنَسْتَعِينُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى سُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

و شام ہذا ہمیکہ طاعت باشد | مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ایک عجیب و غریب رسالہ (جسکو کسی فاضل نے اصوات حیوانات سے تعبیر کیا ہے) مرتضیٰ حسین صاحب کے نام پہنچا۔
 شایع کیا گیا ہے لیکن بہر رنگی کہ خواہی جامہ می پوشی من انداز قدرت راجی شناسم۔ گو ہمارا ارادہ
 اس فضول بے سود مباحثہ کو تطویل دیکر قیمتی اوقات ضائع کرنے کا نہیں تھا۔ اصلاح اور ہدایت منجانب اللہ ہے
 لیکن اسکے لکھے جانے کے محرک خاص میر حسین صاحب کربلائی (بعض ہمارے دوستوں سے) ترویج غلام نبی اللہ
 احمد صاحب مجتہد کے خوانان اور ہمیشہ دریافت کرتے رہتے تھے لہذا یہ مجبوری قلم اٹھانا پڑا۔

اسکا جواب لکھنے کے آگے ہم غلام نبی اللہ احمد صاحب شیخی متولی نقشبۃ کلان کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ انکو جناب عبداللہ
 صاحب میرالحمی کے رسالہ سے پوری تسفی ہو گئی۔ (متولی صاحب مروج کی بے نقصبی۔ حق جوئی اور انصاف پسندی قابل تعریف ہے)
 ورنہ وہ ضرور اسکا جواب لکھتے کیونکہ پیش از وہ ایک گننام امرتسر کے پرچہ کا جواب بڑی قابلیت اور بے نظیر فصاحت سے لکھ کر
 حیرت انگیز شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ بہلا اب وہ کیونکر پچلے بیٹھتے۔

را عمر کا لحاظ یہ ایک عذر رنگ ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ اَکْثَرُ مَکْرٍ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ
 اَصْحَابِ حَقِّ کے لئے فریق مخالف معراور مد مقابل ہی ہونا کچھ ضروری نہیں۔ حیلہ سیندا ز و بہانہ ساز۔ حضرت
 سعدی رحمہ اللہ نے سچ کہا۔ ”بزرگی بقل ست نہ ببال“۔ علم ایک ایسی خداداد نعمت ہے۔ بوڑھے۔ جوان۔ اور بچوں کی کچھ
 تمیزیں نہیں۔ اسکا سیار صرف لیاقت سے ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ دستار وجہ سے۔ نہ عبا و قبا سے۔ یا پیری و شیوخیت سے۔
 سیراز گردن بد دستار و دریش و دستار پذیرست و سببت حشیش و ہم سبزا اجتہاد پر جلوس کر کے
 تہرا بازی یعنی وطن سب و شتم کرنے سے یا غائبی و اعطاء و اجماع خشک بننے سے ہرگز جاری علیت ثابت نہیں ہو سکتی۔
 و اصبحتم لہدی و لا تہتدی و لا تسمع و عطا و لا تسمع و یا حمر التحد حتی متی و تسن الحد و لا تقطع

اب ہم معترض صاحب کی تردید روایت و روایت اور نیز نامور مجتہدین اہل تشیع کے تصانیف سے کریں گے۔
واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔

قول رافضی بھی ہم ہی رہے کو بجان و دل قبول کرتے ہیں۔ **اقول** کیا معترض صاحب کو یہ روایت جو زید ابن علی بن الحسین علیہم السلام سے مروی یا نہیں دفعو نا فہم الروافض والقلدۃ جھوٹا الامۃ والمشبہ بہود ہذا الامۃ والرافضۃ نصاریٰ ہذا الامۃ (دیکھو مل والنخل) اب کا تب معبود کو اختیار ہو چاہے جان و دل سے قبول کرے یا انکار **قولہ** ہم شیعان ہی امت اجابت حضرت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں ہم ہی خیر امت میں **اقول** فرقۃ نصیریہ و سبائیہ وغیرہ کا یہی دعویٰ ہے یقولون بالسنۃ ہم ما لیس قولہ ہم قبل از ادعا اپنے افعال و کردار پر نظر فرما کرین کہ کہاں تک رو من کا تہلک اور بت پرستوں سے شبہات رکھتے ہیں پھر خیر امت کا افتخار کریں۔ انصاف کیجئے علم کے نزدیک سجدہ وغیرہ رسومات مروجہ کہاں تک قرآن و حدیث وائمہ علیہم السلام کی پاک تعلیم سے تطابق رکھتے ہیں۔ مَن اتَّخَذَ اللہَ ہُواً دعویٰ بلا ثبوت مجنون کی بڑھ تصور کیجائیگی۔ باوجود ان براہین ساطعہ کے کہ من جدد قبر او مثل مثالا فقد خرج عن الاسلام اقول فی قولہ من مثل مثالا انه من ابدع بدعتہ ودعی الیہا ووضع دینا فقد خرج عن الاسلام وقولی فی ذلک قول الایمۃ یعنی جس نے قبر کی نقل کی یا کوئی مثال بنائی یعنی بدعت نکالی اور لوگوں کو اسکی طرف بلایا اور ایک نیا طریق ٹھرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی ہے قول ایہ کا (من لا یحضر الفقیہ) انھم الفوا آباء ہم ضالین ہنہ علی آثار ہم پھر عوں پر کار بند۔ علم۔ ضریح۔ دلدل۔ وغیرہ رسومات بدعیہ کے پابند۔ لہذا موجودہ کردار سے خیر امت تو کجا۔ اگر حضرات ایہ کا قول معتبر سمجھا جائے تو بشکل دائرۃ اسلام میں شامل متصور ہونگے۔ دعویٰ محبت اور پھرا کے حکم سے مختلف **ان** ہذا من اعاجیب الزمنؑ تغزیہ کے ساتھ باجا بجایا جاتا ہی۔ علاوہ اسکے نامحرم عورات جو فوجہ گاتی ہیں اور مردان راگ کے طرز پر مرثیے پڑھتے ہیں جب عوز اور انصاف سے دیکھا جائے تو اس شیخ فضل کی ایہ کرام نے سخت مخالفت کی ہی۔ امام سجادؑ فرماتے ہیں۔ انما یحتاج المرأة الی النوح حتی یسل قہا ولا ینبغی لہا ان تقول ہجراً (دیکھو کلینی) راگ کی مذمت میں یہ حدیث وار ہوئی ہے الغناء رقیۃ للزنا یعنی راگ زنا کا صنوں ہے (جامع الاخبار) واجتنبوا قول الزور قول زور سے مراد امام جعفر صادقؑ کے پاس راگ ہی۔ (دیکھو من لا یحضر الفقیہ) باوجود آیات ربانی اور ائمہ کے اقوال کے صراط مستقیم سے

روگردانی اختیار کریں تو کیونکر ایہ کرام اور اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہ پیرو تسلیم کیے جاسکتے ہیں۔
 کس طرح خیر امتہ کہلانے کے مستحق۔ جو فضل عند الشرع و عند عقل السلیم مذموم ہے بہلا اسکے ارتکاب و جو محرمات
 و ہمییہ کا مثال انبیاء الاغوال ہو کیونکر ثواب اَلَا الْمَوْدَّةُ بَيْنِي الْقُرْبَىٰ تصور ہو سکتا ہے۔ اِسْتَحْوَذَ
عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَانْتَسَبُوا ذکر اللہ اید علیہم السلام کی سچی پیروی وہی ہے جو احکامات ربانی پر کار بند ہوں۔ نہ ابائی
 تقلید کو رائہ پر۔ مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ۔ جب صریح حکم و انصاف اَلَا ذَاكَ لَمْ يُوَجَّسْ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
 وارو ہو چکا ہے تو پھر تاویلات رکیکہ حمیت الجاہلیہ کی نشانی ہے۔ اب ہم محمد صاحب کی نظر کو اس شعر پر پائل
 کرتے ہیں تَعَصَى الْاِلَٰهَ وَاَنْتَ تَطْهَرُ حَبَّةً ۚ هَذَا لِحِمَى الْفَيَاسِ بَدِيعٍ ۚ لَوْ كَانَ حُبُّكَ
صَادِقًا لَاطْعَنْتَهُ ۚ اِنْ اِلْحِبَّتْ لِمَنْ يَحِبُّ مَطِيحٍ ۚ اَفُوسَ رَسْمٍ وَرَوَاجٍ ۚ وَهَمٌ وَوَسْوَاسٌ وَخَلٌّ وَدِينٌ يَسْجُو
بَيْنَ شَعَاثِ الْاَوْتَانِ بتوں کے نشانیاں کو رباطن ملا نون کے پاس شعائر اللہ ٹھہرے۔ ختم اللہ علی قلوبہم
 و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوة خضر عبیدلات و امیہ بن مہمک۔ پھر دعویٰ ”حجۃ الاسلامی“ اور ضبط خیر امتہ
 زعم است اجابت۔ لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتبوا الحق و انتم تعلمون لَمَّا تَبَقَّ الْاَسِيرُ
غَيْرَ مُنْقَلَبٍ ۚ وَ مُتَوَقِّفٍ فِی عَقَالِ الْاَسِيرِ مَكْبُولٍ ۚ

شمس الاخبار (مورخہ ۲۴ محرم ۱۳۳۷ھ) نے رسومات تعزیر و علم پر مدلل شیعہ کتب سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ بدعات مرد و جدہ
 یہود اور بت پرست اقوام سے۔ یزیدوں۔ زامیوں سے۔ شایبہ رکھتے ہیں۔ ہم بیان یہ ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ اہل سنت بخلاف اتحاد باہمی۔
 اہل تشیع کے جاس عزا وغیرہ میں شریک ہوا کرتے ہیں لیکن بھو اسے کل اناء یدرتہج ہما فیہ بعض کو مفر متعصب۔ مغلوب الغضب۔ روضہ
 خوان ملا جنکو انسانیت۔ تہذیب و شائستگی۔ علم و درباری کا مطلق حصہ نہیں ملا۔ لہذا اہل تسنن کے بارہ میں دلخراش۔ طعن آمیز اور مذہبی حملے
 کر کے اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہیں رُكُوزُهُ بَهَانُ تَرَادُودِ دُرُودِهِ۔ تعزیر کے ساتھ اہل تسنن (جو سچے حجاب اہل بیت ہیں) میں قرینہ گروہ
 سبائیہ انکے ساتھ ایسے وحشیانہ طور سے سلوک کرتا ہے جس کے رد و رد اہل شام کی سنگدلی۔ قسارت قلبی بد تہذیبی بد اخلاقی ہیچ ہے
فِیْ شِعْرِ عَقْرَبٍ دَبَّ كَيْنِ سَهْتٍ ۚ مَقْضَاہِی طَبِیْقَشِ اِیْنِ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ماثر مذہبی مجتہد حال مقیم حیدر آباد وکن اور
 خواب حسن علی خان بہادر و عزیز کا و غلبہ بالکل مہذبانہ پڑا اثر۔ اعلیٰ اخلاقی اصول پر مبنی رہتا ہے۔ لعن طعن۔ شرمناک کنایے اشارے۔
 اور اہل سنت کی دل آزاری کو وہ نفرت و حقارت سے دیکھتے ہیں۔ انکی وَسْوَاسِ الْاَخْلَاقِ ۚ تَهْذِیْبِ وِشَاہِیْ لَیْکِیْ حَبِیْبِ الطَّرْفِیْنِ
شَرِیْفِ النِّسْبِ ہونے کی وجہ سے۔ کل شئی یرجع الی اصلہ ہم متوقع ہیں دوسرے وہ فطین انکے قدم بہ قدم چلیں گے
 اور بھی ابتلاء اید علیہم السلام کا ثبوت دیں گے۔ ہم اہل سنت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ ایسے مجالس میں جس سے انکے شرف پر وہمہ
 انگریز مسلمانوں پر حملہ و شرکت سے اجتناب کریں گے۔ اِنْ قَوْلُ شُعْبِیْمٍ زَہْرَانِ طَرِیْقٍ ۚ وَ زَہْرَمُ کَہْرَمُ دَوْرِیْہِ ۚ

قولہ خداوند تعالیٰ قلت کی مدح فرمایا ہے **اقول** بخیر یون۔ نصیر یون۔ مرزا یون۔ بابیوں کی قلت تعداد کو کیا تھانیت مذہب پر استدلال کرتے ہیں۔ اگر آپکا یہی مدعا ہی تو یہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ سبائیہ فرقے یا گروہ شاعتی سے انکی تعداد قلیل ہے۔ جناب امیر تو سواد الاعظم کو ترجیح دیتے ہیں۔ ناخلف متبعین قلت کو **س** ان کنت تدرکہ فذاک مصیبة ۛ وان کنت لافالمصیبة اعظم ۛ

قولہ پیرایہ دین کا تقیہ ہے **اقول** برعکس نہند نام رنگی کا فور۔ انوس ہے کہ مجتہد لاثانی کو تقیہ اور نفاق میں امتیاز نہیں۔ دوزگی تو منافقی کی علامت ہی۔ کذب جھوٹ۔ منافقون کا پیشہ ہے نہ کہ اہل ایمان کا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَذِبُوْنَ یعنی تحقیق کہ منافقین جھوٹ کہنے والے ہیں۔ ایسے گندے اور بودے اعتقاد منافقت کو پیرایہ دین تصور کریں۔ پھر اس پر تفسیر مضاوی سے تبیسا نہ۔ تدلیسا نہ۔ استدلال ضعف دماغ۔ قلت معلومات۔ تنگ نظری کی علامت۔ اور چودھویں صدی کے عجائبات یا اسرار فرمیشن سے ہے۔ ہمدلسوری ہمدردی سے منصف مزاج۔ صداقت پسند۔ ذی ہوش شیعیوں کو معلوم کرتے ہیں کہ وہ جناب امیر دائشہ رضی اللہ عنہم کے اقوال پر عمل کریں۔ نہ کہ بے علم جاہل پاگل کاتب ملاون کی من گھڑت ہفوات پر یا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَتَقُوا اللّٰهَ وَکَوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذ اکذب العبد تباعد عند الملک میلا من نون ماجاء به یعنی جب بندہ جھوٹ کہتا ہے تو اسکی گندی بو سے فرشتہ ایک میل دور ہوتا ہے۔ حضرت مولیٰ علیؑ فرماتے ہیں علامۃ الایمان ایشارۃ الصدق حیث یضرب علی الکذب حیث ینفعل (دیکھو بیچ البلاغۃ مطبوعہ طہران) حضرت علیؑ کے پاس (باوجود ضرر و نقصان کے) صداقت۔ بہت باری۔ ایمان کی علامت ہے۔ لہذا اسکے برعکس کر نیوالے سے ایمان مفقود۔ حضرت ابی جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ان الکذب هو خراب الایمان یعنی مقرر جھوٹ ایمان کو خراب کر نیوالا ہے۔ دای بر حال مجتہدان کو چشم کہ اپنے گروہ کو اسکے برعکس تعلیم دیکر چاہ ضلالت میں ڈبکیل رہے ہیں وَمَنْ لَمْ یُحْکَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ دین کا پیرایہ تقیہ (سفید جھوٹ یا نفاق) بتلایا جاتا ہے فَطُجِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ

قولہ تاویل ایسے نقل کی جو ظاہر اسکا مخالف عقل کے ہو عقیدہ شیعیوں سے واجب ہی تاکہ مصدق عقل ہو ہم ماور عقل سے پائے پر ہیں **اقول** کبھی بخیر دیکھا۔ معتزلہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ اپنے تخیلات و توہمات کو مبنی علی عقل سمجھتے ہیں عقل کو ہمارے ملا صاحب اپنا رہبر بنا نا چاہتے ہیں لیکن انوس ہے کہ سبائیہ فرقہ کے عقاید کے کتب پر سرسری نظر ڈالی جائے تو انکا یہ کلیہ بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ ہم بہت خوش ہوئے گا اگر

مجتہد صاحب علم اپنی طرز معاشرت کو اپنے قول کے موافق ثابت کرتے۔ اب ہم مودبانہ مصنف مزاج ناظرین کے
 روبرو سبائپہ فرقہ کے چند عقاید ذکر کرتے ہیں تا سوچیں کہ انکے مذہب کی معقولیت کیا ہے۔ جسیر وہ اپنے تاریک
 خیال تنگ نظر حاریون کے روبرو نماز کرتے اور اترتے ہیں۔ سالت اباعبداللہ عن الرجل یلعب بآذنیہ
فی الصلوة المکتوبة قال لا بأس بہ (دیکھو استبصار) نحوذ باللہ فرض نماز میں یہ شرمناک فعل قال سالت
اباعبداللہ عن عارۃ الفرج قال لا بأس بہ (دیکھو استبصار) وامہیتاہ ناموس وعصمت کی یہ وقعت
مسئلہ لف جویر سے بڑھ کر یہ بربادی بخش عارۃ الفرج کا مسئلہ رسوا کن ملے ہے۔ غور کرو۔ ان اعمال پر یہی خیراتہ
ہونیکا دعویٰ؟ ربح سکون میں شاید ہی کوئی جنگلی وحشی قوم ہوگی جو حمت وعیزت کو اس طرح بالائی طاق
رکھدی ہو۔ بیخودان بیبہ الامۃ وام ولدہ ومدبرہ ومملوکہ لخیارہ (دیکھو ارشاد) ابوجعفر طوسی
کی کتاب۔ اور علیہ الثقیین میں چند ایسے شرمناک مسائل درج ہیں۔ ہم بلحاظ تہذیب و شایستگی اسکے تحریر سے
مقصر ہیں۔ اسی منصف مزاج۔ ٹھنڈے دل سے بے تعصبی سے سوچو۔ آیا یہ عقاید کہاں تک عقل پر مبنی ہیں
اسی بنا پر خیرات ہونیکا زعم؟ اسی تعلیم پر اسی وہم پرستی پر است اجابت کا دعویٰ؟ اسی انصاف والو غور کرو
فقہ شیعہ کو تبراہ جہاد کرنے میں **ثاب** چاہئے **جائین** **اقول** **سچ** ہے **دشنام**
 بند ہے کہ طاعت باشد؟ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم۔ آہل عقل اور ذہن پرش۔ لعن و طعن سب و شتم۔
تبراہ ازمی کو حقیر اندیشہ شرمناک؟ سمجھتے ہیں **فمن الناس** من یشترى لکوا لحدیث لیصل عن سیدیل اللہ
یعزیز علیہ و یتخذھا ہزوا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فانی اگرہ لکم ان تکتون استابابین
یعنی میں بہت ہی برا جانتا ہوں تمہارے واسطے یہ کہ ہر تم سب کرنے والے۔ (کشف الغمہ) اہل شام پر آپ کے
بعض اصحاب لعن کرتے تھے (جیسا کہ اب سبائپہ فرقہ کرتا ہے) تو آپ نے ایک پُر زور خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اس
شرمناک فعل لعن سے منع کیا (دیکھو بیچ البلاغۃ۔ بدر الدجی ص ۱۵۹) خداوند تعالیٰ لعن و طعن کرنے والوں کو عذاب
جہنم کی خبر دیتا ہے **وَلِكُلِّ هَمْزَةٍ مُّسَدِّدَةٍ يُصْبِحُ عَذَابُ آلِهَا** لوگوں کیلئے جو غیبت اور لعن طعن کرتے ہیں۔
وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ جبکو عقل سلیم سے بہرہ اور چشم بصیرت سے حصہ ملا ہو وہ ہرگز
خدا و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مستحق عذاب نہیں بنتے۔ **وَمَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ لِنَفْسِهِ** فَقَدْ ضَلَّ
صَلَاةً كَبِيرَةً۔ پس کیونکر وہ ہوا پرست کٹ ملا۔ خدا کے۔ رسول کے۔ اور اسیر کے خلاف حکم عمل کر کے
 متوقع ثواب ہو سکتے ہیں۔ ہرگز کہ **تخمس** ہی کشت و شتم کیلئے **دعا** غیورہ حجت و خیال باطلیت:

انبیا کی فضیلت ایمہ پر

حد اعتدال سے تجاوز اکثر باعث گمراہی ہو جاتا ہے۔ دیکھئے نصاریٰ نے مسیح کو۔ یہود کے ایک فرقہ نے عزیر علیہ السلام کو۔ یہود نے اتارون کو فضیلت میں بڑھاتے بڑھاتے آخرش درجہ اہمیت اور الوہیت پر پہنچا دیا۔

چونکہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اخیر عہد میں دیکھا کہ مسلمانوں میں دو نئے فرقوں نے جنم لیا ہے ایک خوارج جو آپ کے حد درجہ کے دشمن اور سخت بدگو تھے۔ دوسرے روافض (پیروان و محبان عبداللہ بن سبا یہودی) ہر دو گروہ اسلامی سچی تعلیم۔ صراط مستقیم چھوڑ کر رفتہ رفتہ رافض۔ سب و شتم۔ لعن طعن تبرائی وغیرہ کو جزو دین۔ انصاف و علم پرستی کو رکن اسلام۔ شعائر الاوثان کو شعائر اللہ قرار دیا ہر دو فریق کے

بارے میں آپ نے صراحتہ کہہ دیا سیہلک فی صنفان محب مغرط ینذهب بہ الحب الی غیر الحق و مبغض مغرط ینذهب بہ البغض الی غیر الحق و خیر الناس من فی حال النقط الاوسط حضرت علیؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے بالضرر ہلاک ہونگے ایک وہ کہ افراط (اور غلو) کرے میری محبت میں اس درجہ کہ وہ اسکو ناحق کھینچے۔ دوسرا وہ کہ افراط کرے میرے بغض (اور عداوت) میں اسقدر کہ وہ اسکو ناحق کھینچے۔ بہترین آدمیوں کا وہ شخص ہے کہ افراط اور تفریط میں متوسط ہو (نبیج البلاغہ)۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے قال امیر المؤمنین اما انا عبد من الرسول یعنی فرمایا جناب امیر نے جزمینیت کہ میں ایک غلاموں سے رسول کے ہوں (دیکھو کافی کلینی)۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر اس ناہنجار گروہ پر تھی کہ رفتہ رفتہ یہ انبیاء علیہم السلام پر بھی ترجیح دینے لگیں گے۔ اسی مصلحت اور دور اندیشی کے لحاظ سے آپ نے صراحتہ بنی اور غیر بنی کے فرق کو ظاہر کر دیا۔ تا آنکہ

روافض جو صرف چند اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور اکثر سے بغض و عناد و تکفیر کرتے ہیں ان کے مذہب کی ایک یہودی سے ہے۔ ایک مورخ لکھتا ہے "عقید بن سبا یہودی تھا جب اسلام لایا اسے آپ کو محب جناب امیر بتایا۔ پس جیسا یہودیت میں بطور قایل تھا کہ حضرت موسیٰ کے یوشع وحی ہیں۔ ویسا ہی اسلام میں جگر نکلا کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی ہیں۔ وہ اول شخص ہے جو آپ کی امامت کے فرضیت کا قایل ہوا اور تبرائے تکفیر کی راہ چلا۔ پس انکا مذہب یہودیت سے ماخوذ ہے" (دیکھو منہج المقال) اور ایک مورخ لکھتا ہے "جناب امیر نے عبداللہ بن سبا اور اس کے روافض شمشعین کو حکم آگ میں جلا دیئے کا فرمایا قرآن میں سبا اور اس کے مقلدین نے بطور تفسیر توہر کی۔ لہذا جناب امیر نے اس گروہ صفا کہ کو جانسب

در این جلا و لہن کر دئے" (دیکھو تفصیل کے لئے برالہی ص ۱۵۳)

حق اور باطل میں امتیاز اور حجت قائم رہے۔ کتاب النواقض میں شیراز کے ایک نامور فاضل لکھتے ہیں
 من قال ان اماماً من الائمة افضل من نبی من الانبياء فهو هالك یعنی جو شخص کہہ لیا کہ امام
 افضل ہے نبی سے تو وہ ہلاک ہو۔ اور لکھا ہے ان کل نبی افضل من کل ولی یعنی کہ ہر نبی افضل ہے ہر ولی سے
 (دیکھو کتاب النواقض) امام ہمام سید عالم مقام زید ابن علیؑ بھی انبیاء کو غیر انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں۔
 اسکے برعکس عقیدہ رکھنے والے سبائیہ فرقہ کو گمراہ سمجھتی ہیں؟ ابن بابویہ بھی صادق رضی اللہ عنہ سے
 اسی طرح روایت کرتا ہے کہ ان الانبياء احب الى الله من عليؑ جسکو جہاں خشویہ تفسیر یعنی نفاق سے
 تفسیر کرتے ہیں ہر کس بخیاں خویش خطے دارو۔

نامور شیعی فضلاء معترف ہیں کہ جناب امیرؑ کی فضیلت اور بزرگی صرف نبیؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دامادی کی وجہ
 سے ہے ورنہ شرف صحابیت اور فخر قرابت کے اعزاز سے عقل بن ابیطالب بھی ممتاز ہیں۔ باوجود اسکے وہ حضرت
 علیؑ کے رتبہ کے مساوی نہ ہو سکے۔ فریقین کے محققین کے پاس انبیاء علیہم السلام کی عظمت و وقت تقدس مسلم ہے
 باوجود اسکے انبیاء پر غیر انبیاء کی ترجیح انھما حق اور مختصراً عبد اللہ بن سبا یہودی اور غلات خشویہ سے ہے۔
 نہ کہ اقوال ائمہ ہدی سے۔

مہات دینی میں مرزا عبدالباقی اصفہانی اور شریف علی خان (جو زمانہ حال کے روضہ خوان ملا ہیں) انکے ذاتی
 توہمات اور مباحثے بغیر استدلال احادیث صحیحہ و اقوال ائمہ کے سنداً پیش ہو تو کیونکر مقبول و قابل وقعت
 ہو سکتے ہیں۔ طرفین کے احادیث صحیحہ اور اخبار متواترہ سے صرف مناقب اور بزرگی سیدنا حضرت علیؑ کی ثابت ہوئی
 لیکن انبیاء پر آپؐ کی فضیلت اسکا نہ قرآن سے نہ حدیث سے پتا چلتا ہو۔ البتہ یہ اعتقاد نصیریہ اور سبائیہ کا ہو۔ انکو ہی
 مبارک! باقی رہا آیہ مباہلہ انفسا سے شرکت و استواء سے نبیؐ و علیؑ کا زعم مجید و جود باطل ہے کیونکہ عدم شرکت و
 استواء مجموع صفات اجماع و تواتر سے ثابت ہو۔ نبوت ختم رسالت۔ نزول وحی خصیصہ آنحضرتؐ کا تھا جس میں
 حضرت علیؑ شریک نہ تھے اور جناب امیرؑ کو معترض نبی نہیں سمجھتا یہ مھر شرکت و استواء کا دعویٰ پوچھ و لچر ہے۔ اور
 حضرت علیؑ کے حدیث کے خلاف۔ کل فرق اسلام کا اعتقاد باستواء چند اس امر پر ہے کہ ولا یبلغ الولی
 درجۃ الانبياء یعنی کوئی ولی نبی کے درجہ پر نہیں پہنچتا ہے۔ اہل سنت کے پاس فضیلت نبیؐ کی ولی پر یقینی
 اور قطعی ہے۔ یہ قول کہ الولاية افضل من النبوة یعنی ولایت نبوت سے افضل ہے۔ یہ نہ قرآن کی آیت ہے
 نہ حدیث نہ ائمہ کرام کا قول۔ باوجود اسکے کاتب معبود اپنے تخیلات اور توہمات کی عمارت اس پر قائم کر میں تو

محققین کے پاس انکے عقاید کی بنیاد کو کھول کر دیکھنا ہوتا ہے۔ اگر ہم اس عندیہ باطلہ کو تھوڑی دیر کیلئے تسلیم بھی کر لیں تاہم انکے مجرد دعوے پر حجت و برہان قائم نہیں ہو سکتی۔ صرف ولایت کی ترجیح نبوت پر ظاہر ہوتی ہے۔ اما ولی کی نبی پر فضیلت اور ترجیح ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ولایت قربت مع اللہ ہے اور استفاضہ جناب باری سے۔ اور انبیاء کی نبوت افاضہ کمالات۔ اور ہدایت بنی نوع ہے۔ عند المحققین نبی ہر دو نسبت (قربت الی اللہ اور ہدایت خلق) کا جامع ہے نبی کی فضیلت لا یریب یقینی اور بدیہی ہے۔ سعد الدین ثفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "بان النبۃ متصف بالمرتبتین واللہ افضل من الولی الذی لیس نبی" (دیکھو عقاید لسنفی) محی الدین عزیزی وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے جس سے غلط نتیجہ اخذ کرنا کاتب معبود کی سادہ لوحی ہے۔ لعل علی قاری لکھتے ہیں "فما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبۃ کفر وضلالۃ والحاد وجمالۃ" (دیکھو شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶) سبائیہ و حشویہ فرقے کے ان فضیلت میں غلو اور افراط و تفریط ایک معمولی امر ہے۔ شرمناک فعل متعہ کے مرکب کو گو وہ کیسا ہی کیوں ہو ایمہ کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں (نغوذ باللہ) یہودی کی یہ چالبازی قابل حیرت ہو کہ انہوں نے انکار ان اسلام کی تنقیص شان اور توہین کو اسی فرقہ کے بعض افراد کو کرانیکہ منصوبہ میں بندہ یوسف بن سبائیہ ٹوٹی کامیابی حال کی اب ہم بزرگان دین کی تنقیص شان میں (باوجود محبت کے دعوے کے) جو شرمناک اور باعث ذلت روایا فرمے سبائیہ سے منقول ہیں درج کرتے ہیں سوچو! توہ کر و!! "کہ جو کوئی ایک بار متعہ کرے درجہ حسین کا پاوے۔ اور جو دوبار کرے درجہ حسن کا پاوے اور جو تین بار متعہ کرے درجہ علی کا پاوے (وہ عجب محبت اہل بیت پر) اور جو کوئی چار بار متعہ کرے رسول اللہ کا درجہ پاوے" (عیاذ باللہ) جہدم یہ شرمناک (اور براؤں کن ندن) فعل متعہ کر کے باہم فاعل و مفعول بیٹھتے ہیں اون پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انکی پاسبان کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا جلسہ برخواست کرین اور جو کچھ کہ باہم گفتگو کرتے ہیں وہ کلمات ہنسیل و تسبیح بجاتے ہیں۔ اور جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں تمام گناہ انگلیوں کے پوروں سے نکل پڑتے ہیں اور جب ایک دوسرے کا بوسہ لین حق تعالیٰ ہر بوسہ پر ثواب حج و عمرہ کا لکھ دیتا ہے (نغوذ باللہ من ہذا البعد) اور جب..... کرین تو ہر..... پر حسنات پادین مانند کو یہاں بلند کے اور جب..... فارغ ہو کر غسل کے واسطے مشغول ہوں خدا تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے دو خون بندوں کو کہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ میں انکا پروردگار ہوں گواہ ہو جاؤ کہ میں نے قطعی انکو بخش دیا اور جو پانی کہ بالون سے ٹپکتا ہے

ہر ایک بال پر نیکی لکھی جاتی ہے اور برائی دور کیجاتی ہے۔“ (خلاصۃ المہیج) اسی الفاظ والو ٹھنڈے سے
 اور بھی دلچسپ اور با مذاق اعتقادات سبائیہ سنئے اور **س** الفاظ کو نہ دیکھئے زہن ہارنا تھہ سے۔
 ”کہ جب مرد و متع و عورت مستہ غسل سے فارغ ہوتے ہیں اور ہنوں کے ہر ایک قطرہ آب غسل سے فرشتے پیدا
 ہوتے ہیں اور وہ اسکی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور ثواب اسکا فاعل و مفعول کے واسطے قیامت تک پہنچتا ہے“
 (دیکھو بدرالدرجی ص ۳۱۷ و الظہار الہدی ص ۱۱۶)۔

متن کی تحقیق

رسم متعہ قدیم جاہلیت کی عادتوں سے تھا۔ ابتداء اسلام میں مثل شراب کے اسکی حرمت کا حکم وارد نہیں ہوا
 اسلئے ابتدائی غزوات میں اسکی اجازت عطا کی گئی (یہ رسم ہنوز طیبیہ کے بت پرستوں میں عام طور سے مروج
 ہے۔ انکا یہ عقیدہ ہے کہ برہمنوں سے انکے مستورات متمتع ہوں۔۔۔ تو انکے لئے وہ گویا جنت کی سرٹیفکٹ اور
 اعلیٰ درجہ کا ثواب ہے۔ گورنمنٹ مدراس نے انکا یہ بہرہ مناک و حشیانہ قدیم رسم منسوخ کر کے اسکے بجائے
 انکو ازدواج ذایمی پر مجبور کرنے لیجس لیٹو کونسل میں ایک مسودہ قانون بھی پیش کیا۔ لیکن بعض ممبروں کی
 مخالفت سے وہ مسترد ہو گیا) یہ عجیب رسم اور حیرت انگیز ثواب میں مساوی طور پر طیبیہ بت پرست اور
 انصاف پرست (گروہ سبائیہ) مشترک ہیں لیکن گروہ سبائیہ (برخلاف طیبیہ بت پرستوں کے) اپنے مان کی دوشیزہ
 اور شریف زادوں کو اس عظیم الشان ثواب سے محروم رکھا کرتے ہیں۔ صرف مفلوک الحال غریب عورت کو جس سے
 سعادت اندوز کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل بقا وین کا ذریعہ تصور ہو رہا ہے۔ پھر اس سے متمتعین اور دوشیزوں
 کی حیرانی یہ ایک راز سرسبز ہے **س** اسی بنا پر جوئی حشت احتشاء ۷ منہابیروی الا یقادلہ الانقا
 اب ہم اسکے عدم جواز پر بطور اختصار بحث کریں گے۔ جن طبالیع پر ہوا پرستی و سوسائے شیطانی کا پورا پورا اثر
 ہو چکا وہ نہ قرآن و حدیث پر عمل کریں گے نہ ائمہ کرام کے اقوال پر۔ قرآن سے حدیث سے ائمہ کے اقوال سے
 متعہ کے غیر مشروع اور ناجائز ہونے کا یقین ثبوت موجود ہے۔ جو لوگ اہل بیت کی محبت کا جہنم بھرا کر گئے

س بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو ہمیشہ کے لئے ناجائز قرار دیا جساکہ شیعہ اور سنی سے ظاہر ہے ۱۲
س تاویج مدراس میں ایک مرقعہ یافتہ حاجی کے شدہ کا واقعہ جو اپنی شرافت، نجابت، دیانت، اسلامیت کو الای طاق رکھ کر
 دعوت فاطمہ کے مقدس تقریب پر پہنچا ہی ایک عاری کی جائزہ منکوہ کے ساتھ ابقا وین کی توقع پر حفا استعمال اور اسکے بعد
 واقعات یادگار زمانہ رہیں گے۔ **س** دھماکیں عند امری من خلیفۃ ۷ دان خالھا تخفضی علی الناس تعلیمہ ۷
 کوئی ہستی سے نہ لے جس جزا اعمال کو ڈکھائی دے گی حال ہی تک عدم چہ ہوتا ہے۔ ۱۲

وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان واجب الاذعان کی عدم تعمیل اور نافرمانی سے اپنے آپکو جوڑے اور برائی کا
 متبعین ثابت کر رہے ہیں تو پھر کیونکر وہ خیر امت کا زعم اور امت اجابت کا دعویٰ کر سکے انصافاً مجاز ہو سکتے
 ہیں ۹ یہ آئہ کریمہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ اجورھن فریضۃ من اللہ سے جہاں سبائیہ کا ہند
 متعہ محض عدم وقفیت علم لغات پر مبنی ہے۔ شیخ طبرسی شیعہ لکھتا ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ لغوی معنی فایده لینا
 اصطلاحی معنی وطی و دخول کے ہیں اور اسپر دلیل کلمہ فَا جو تعقیب کے واسطے مدلل ہے کیونکہ تعقیب فرع ہوتا
 ہے اصل سابق جملہ کا پس جملہ سابق میں بیان مہر و نکاح کا ہے "لہذا معنی وطی و دخول کی موزوں ہے نہ کہ متعہ
 کی (تفصیل کیلئے دیکھو تفسیر مجمع البیان) قلیل البضاعت کم یاہ ملا فون کو آیت مذکورہ جو متعہ کا توہم ناشی ہو نیکا
 احتمال ہے وہ ان آیات سے کا ملا دفع ہو سکتا ہے اگر انصاف اور غور سے دیکھیں قولہ تعالیٰ اَلَا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ
 اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِيْنَ فَمَنْ ابْتغٰی وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ فرماتا ہے
 فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَعْدِلُوْا فَاَ وَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور فرماتا ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً
 اَنْ يَنْكِحَ الْخُصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِلٰی قَوْلِهِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ
 اور نیز فرمایا لَا يَسْتَخْفِفُ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰی يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ اِنْ اَيَّاسَ
 متعہ کا حکم ابتدائی ساقط اور منسوخ ہو جاتا ہے۔ متعہ کی حرمت پر احادیث صحیحہ بھی مروی ہیں۔ چنانچہ
 جناب امیر (قرآنی حقائق و معارف۔ حدیث کے وقایق اور اسکے اصلی معنی موجودہ پاگل جاہل بتعصب ملاؤں
 سے بڑبڑکے سمجھتے تھو۔ آپ) نے متعہ کی حرمت پر صراحت یہ کہہ دیا "حرم رسول اللہ لحوم الحمد الاہل بیت
 و نکاح المتعة" یعنی حرام کیا رسول اللہ نے اہل گد ہونکا گوشت اور نکاح متعہ (دیکھو اہل شیعہ کی معتبر کتاب
 استنبصار) مجالس المؤمنین میں لکھتا ہے "کہ اگر متعہ رد الیہ و امام برحق چرا التفات بنکاح و طلاق فرمودے۔
 (عبدالحی ص ۵۷) حضرت علیؑ ابن عباس کو متعہ سے نبی کہا ہے "قال امیر المؤمنین لابن عباس
 انک رجل نائث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المتعة (دیکھو محاسن برقی شیعہ)
 ان دلائل سے قطعاً یہ ثابت ہوا کہ متعہ عند محقق شیعہ حرام ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں
 "خدا کی قسم متعہ منوع اور حرام ہے" (تفصیل کے لئے دیکھو فقہۃ الرضا) زمین شہرہ سبیل بریاد
 در و تخم عمل ضایع گردان ۱۰ لازم ہے اجتناب معاصی جو فاضل و کیا و انسان سنی نہیں قوم خود کی
 متعہ کی حرمت کتب اہل شیعہ سے صراحتاً ثابت کر دی گئی لہذا اس فصل قبیح کی اولاد۔ محققین شیعہ کے پاس شبہ

مجهول النسب. محمود الارث متصور ہوگی۔ پس ایسی بد طیفت ذریت سے سوائے بد گوئی۔ دریدہ و ہنسی۔
عیب جوئی۔ سب و شتم و بدظنی اہل بیت کرام و صحابہ عظام۔ و تحلف و زرمی احکام خدا و رسول و انصاف
پرستی کے کون فعل منصف ظہور پر جلوہ گر ہوگا۔ ہر کسے بر خلقت خود می تند و اہل نظر کا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا
کہ یہ لوگ باوجود زعم تو لا و حب آل رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یزید پدید سردار تبرائیان کی (جسکی
نذمت میں عربی مؤرخین لکھتے ہیں) "ہو اباح الخجور والفروج" پیروی کرتے ہیں اور امیہ کے حکم حکم سے
تخلف سے مجتہد گشتی و اگر نیستی و خود کجاؤ از کجاؤ کیستی، مولی علیؑ اور امیہ کرام حرمت منصف کے قائل
ناخلف۔ خیال سہنا جواز اور حلت کے مقرر۔ خلاف یہ میر کے رہ گزیدہ کہ ہرگز بمنزل خواہد رسید
سید کا رجلا کے پاس یہ شرمناک حرام کاری ذریعہ بقا و دین! اور مولی علیؑ کے پاس نہی عنہ۔ اب ہم کتب
اہل سنت سے اسکی حرمت جو حد تو اتر کو پہونچ گئی ہے بطور اختصار و برج ذیل کرتے ہیں۔ تا مخالفین کی ابلہ فہمی
سے ہم مطمئن رہیں۔ سیوطی لکھتے ہیں "نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المتعة" یعنی
نبی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے (دیکھو جامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۴۲۱) سنن ابن ماجہ میں
عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعة النساء
یوم خیبر روایت عمر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کیا
عورتوں کے متعہ سے خیبر کے روز (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۲) عن ابن عمر قال لما ولی عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ خطب الناس فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لنا فی المتعة
ثلاثا تا حرمها واللہ لا اعلم احدا یتمتع وهو محصن الا ان حرمته بالحجارة الخ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۲)
حجة الوداع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا جو قیامت تک حرام رہیگا "ایھا الناس
انی قد کنت اذنکم فی الاستمتاع الا وان اللہ قد حرمها الی یوم القیمة" (سنن ابن ماجہ)

علامہ ذہبی "تاریخ الاسلام" میں جو تین جلد کی کتاب جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے
بہر فضائل بیان کئے ہیں (دیکھو جلد ۲ بحث خلافت) حضرت عثمان کی تعقیب شان میں کوئی روایت مطلق نہیں ہے
وان لک بروت مقالی قلت صدق فی مخالفین کا اتمام ذہبی پر ہے اصل اور نسخہ اور انکے تحلیلات اہل علم کے پاس ہے وقت
ہیں تخیل زور کان زور خیالھا و المشبهہ عن غیر رؤیا و رؤیة ذہبی زور و انص کے جانی دشمن ہیں
انکو مستحکم کہا جو بحفاظت اہل دریدہ و ہنسی و بد گوئی و سب و شتم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انکار قرآن و انصاف پرستی
کے اخراج اللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا یكون فی آخر الزمان قوم یحبون المراءض
یرو فضون الاسلام فاقسم مشرکون۔ ۱۲

عن الربیع بن سبرہ عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن نكاح المتعة - روایت ہر
ربیع بن سبرہ سے اوسے نقل کیا اپنے باپ سے تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نكاح سے متعہ کے۔
(شرح مسلم لنووی ص ۱۲۱) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نكاح سے متعہ النساء
(شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۲) بخاری میں ہے ان علیا رضی اللہ عنہ قال لابن عباس ان النبي صلى الله
عليه وسلم نهى عن المتعة یعنی تحقیق کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع کر دیا متعہ سے (شرح صحیح بخاری لقسطانی جلد ۲ صفحہ ۴۸) اہل سنت کے پاس متعہ کی حرمت پر اجماع
ہو چکا۔ ابتدائی جواز کے حکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ کر دیا قال ابو عبد الله وبينه اى حكم
المتعة على عن النبي صلى الله عليه وسلم انه منسوخ وقد وقع الاجماع على تحريمها (شرح صحیح بخاری
جلد ۲ صفحہ ۴۹) مجتہد صاحب لاثانی کا یہ دعویٰ کہ "متعہ جائز ہے نزدیک مالک کے قابل مضحکہ ہے۔ مالک رحمہ
متعہ کے ہرگز قابل نہیں بلکہ فاعل پر حد تجویز فرماتے ہیں۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع
النساء يوم خيبر وعن اكل لحوم الحمير الانسية (دیکھو موطا لام مالک رحمہ) شیعہ میں ایک مجتہد مالک نام
گذرا ہے جس کے اشتراک اسم سے صاحب ہدایہ القباس میں پڑا (دیکھو بقباب صفحہ ۲۹) ابن نجیم لکھتا ہے۔
ان ما في الهداية من نسبة الى مالك فغلط كما ذكره الشارحون (دیکھو بحر الرائق) قاضی عیاض مالکی
لکھتے ہیں "وقع الاجماع من جميع العلماء على تحريمها الا الروافض" خطابی لکھتے ہیں بخیر
المتعة كالاجماع الا عن بعض الشيعة - علامہ مازری لکھتے ہیں تقررا لاجماع علی منعہ ولم یخالف فیہ

۱۵ ابن ادریس نامی ایک نصیری مذہب شاعر بھی ہے اشتراک کثیت کی وجہ سے امام شافعی میں اور اس میں کرم علم لوگ امتیاز
نہیں کر سکتے لہذا شاعریت سے اشعار خلاف اصول مذہب شافعی کہے ہیں۔ بخیر اسکے علی ربہ ام ربہ اللہ اور کہتا ہے
قف ثر ناد بانفی لحد ۱۱ اور بھی بہت سے ہمزات خلاف اسلام اس نصیری سے منقول ہیں (تفصیل کیلئے دیکھو بقباب ص ۴۳)
اسی طرح ابو حنیفہ بصری ایک متعصب رافضی تھا تاریخ بغداد اس کی تصنیف سے بھی جاتی ہے جس میں بحدیادہ گوئی کی گئی ہے۔ شافعی شرح
کافی میں لکھا ہے۔ ابو حنیفہ شیعہ رافضی بصری فقہ کو خوب جانتا تھا اور اچھا دیکھتا تھا۔ ہر گوئی اور بناوت کے باعث معاہدے اتباع کے خلیفہ کے
عمر سے قتل کیا گیا۔ امام عظیم ابو حنیفہ مجتہد اہل سنت تھے اس صحابہ کی کفر اور توہین کرنا ۱۱۔ اور ابو بکر صدیق کی صحابیت کا منکر و انکار ہوا
سے خارج ہو۔ شرح فقہ اکبر میں ہے ما من انکر صحبة ابی بکر فیکفر لکونہ انکار النص القرآن (صفحہ ۱۸۹) امام عظیم ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو افضل صحابہ قرار دیتے ہیں جبکہ انکار گویا بدعت کا انکار ہے۔ وہ لکھتے ہیں و افضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابو بکر الصديق (دیکھو شرح فقہ اکبر ص ۶۹) یہ امام عظیم کا قول ہے اسکے برعکس مخالفین کا اہتمام انفرادی ہے۔
گزشتہ میند بروز شہرہ چشم و چشمہ آفتاب را چہ گناہ ۱۲

الاطایفة من المبتدعة۔ ابو زید اکی قروانی کہتے ہیں ولا یجوز نکاح المتعة وهو النکاح الی اجل
ابو الحسن رحمہ کہتے ہیں علی اند لا یجوز اجماعاً۔ ہدایہ حنفی فقہ میں لکھا ہے ونکاح المتعة باطل (ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

اہل بیت اور صحابہ سے بغض

اہل بیت اور صحابہ کرام کے فضائل اور منقبت میں بہت سے احادیث صحیحہ اور ایہ کرام علیہم السلام کے اول
کتب شیعہ میں وارد ہوئے ہیں باوجود اسکے روافض کا ان سے بغض و عناد۔ تو میں و تکفیر یہ ثابت کر رہی ہے
کہ یا تو عبد اللہ بن سبا یہودی کے شیعہ ہیں یا خوارج نواصب کے برادر ہم عقیدہ "سگ زرد برادر شغال"
اہل تشیع کے معتبر کتب میں ہے جو کوئی صحابہ کو برا کہے دڑے لگاؤ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سبنی
فاقتلوه ومن سب اصحابی فاجلدوه (دیکھو جامع الاخبار) اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کہ دعو علی اصحابی میرے اصحاب کو میرے لئے چھوڑو (استقصاء الافحام) اس سے مراد یہ کہ آپ کے حقوق
صحبت کی ان کے حق میں رعایت کرو اور انکی عیب جوئی نہ کرو۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی
کالجور باہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے
ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ عیون اخبار میں جو شیعہ کے معتدین کتب سے ہے
لکھا ہے "سئل الرضا علیہ السلام عن قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالجور باہم اقتدیتم
اہتدیتم وعن قوله دعو علی اصحابی۔ فقال هذا صحیح۔" امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں پیغمبر خدا نے ہجرت
کی شب میں ابو بکر صدیق سے کہا کہ "جعلک منی بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلة
الروح من البدن" (تفسیر منہج حسن عسکریؑ) مولیٰ علی نے برسر منبر کہا کہ ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما
و شہین دین اسلام سے خارج ہے۔ یحییٰ بن حمزہ نے ایک طویل روایت حضرت ابو بکر اور عمر کے فضائل میں جناب
امیر سے نقل کی ہے اسکے چند فقرے یہ ہیں لا یحبہما الا مومن فاضل ولا یبغضہما الا شقی مارق

وجہ ہما قرۃ و بغض ہما روق (دیکھو اطواق المحامد) ابن بابویہ قتی لکھتا ہے "عن الحسن ابن علی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر عثمان

سے تاریخ الخلفاء میں حضرت علیؑ سے حضرت عثمانؓ کے فضائل میں احادیث منقول ہیں اس طرح جناب عائشہ صدیقہ سے بھی۔ انکوئی
روایت حضرت عثمانؓ کی تفسیر شان میں عائشہ صدیقہ سے تاریخ الخلفاء میں مذکور ہی نہیں ہے۔ من کثرت التہام کم نواہون کی شان میں آیت
لعنة الله على الكاذبين وارد ہوئی ہے۔ دست بیچارہ چون بھان رسد پڑ چارہ جزیر ہر بن و درین نیست یا انتر پڑ لڑی
ہر کوئی خوب نہیں۔ چشم بداندیش کہ بر کند و باد پڑ عیب ناید ہر شش در نظر پڑ ۱۲

منی بمنزلة الفواد" یعنی امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر
 بمنزلہ میرے سمیع کے ہی اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے (دیکھو معانی الاخبار) امام باقر علیہ السلام نے
 فرمایا کہ "لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل عمر و لکن ابابکر افضل من عمر" یعنی میں ابوبکر
 صدیق اور عمر فاروق کی فضیلتوں سے انکار نہیں کرتا لیکن ابوبکر عمر سے افضل ہیں (احتجاج طبرسی)۔
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی نسبت فرمایا ہے "ہما امامان
 عادلان قاسطان کانا علی الحق و ماتا علیہ فحلیہما رحمة اللہ یوم القیمة" علی بن عیسیٰ اردبیلی
 اشاعری نے اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الایمہ میں لکھا ہے "کسی شخص نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ
 تنواری کے قبضے کو حلیہ کرنا درست ہے یا نہیں تب امام نے جواب دیا کہ ہاں اسلئے کہ ابوبکر صدیق کی تنواری کے قبضے پر
 بھی حلیہ چاندی کا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اسنے امام سے عرض کی کہ یا حضرت آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں
 یہ سنتے ہی امام اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور کہنے لگے کہ ہاں وہ صدیق ہے ہاں وہ صدیق ہے ہاں وہ صدیق ہے
 جو کوئی اسکو صدیق نہ کہے خدا اسکی دنیا و آخرت میں تصدیق نہ کرے"۔ اصحاب کرام کے فضائل میں احادیث
 اور ایما علیہم السلام کے اقوال بکثرت مروی ہیں۔ جو شاید اہل انصاف پر بھی اظہارِ شکر ہونگے۔ باوجود اسکے
 جلسہ بازی ابلہ فریبی بددیانتی تنگ نظری سے برخلاف تعلیم ایما علیہم السلام اصحاب کبار پر متعصبانہ غیر شرعی
 نا اعلیم حملے معترضین کی سفاهت۔ کمظنی کی صریح دلیل۔ پیروی عبداللہ بن سبا یہودی۔ کابین ثبوت ہجری۔
 مہر فشاں نور سگ وع کند ڈسگ ز نور ماہ کے مرتع کند سہنہا کی بدگوئی سب و شتم۔ دریدہ دہنی سے
 انکی ہی لطینت اور فطرت منکشف ہوتی ہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہفوات کا کچھ اثر مرتب
 نہیں ہو سکتا۔ سچہ ہے نف برویش باز گرد و پیشکے ڈتف سوی گردون نیاید مسکے و مخالفین کی گندہانی
 بد تہذیبی کا ہی علاج ہے دشنام و بد خیسی و چارہ نبود بجز شنیدن و گرا پای کسی کے گزیدہ و باسگ
 شتران عوض گزیدن و انکی بدگوئی۔ دریدہ دہانی۔ گندہ زبانی سے آل رسول اللہ اولاد علی اور خاتون جنت کے
 جگر پارے۔ ایما کے نوچشمان بچ سکے و خمی بد و طبیعتیکہ شست و نرود جز بوقت مرگ از دست و
 تو پھر کہہ کر اس فرقہ سبائیہ کے سب و شتم لعن طعن سے اصحاب رسول اللہ نجات پاسکتے ہیں۔
 طعنہ بر پاکان زون بد لطینان را خوب نیست و متبہ گم کرد از سلیمان بد ہ از گہ خواریش۔
 اہل بیت کے فضائل اور بزرگی میں کثرت احادیث آئی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی۔ اور نیز فرمائے۔ مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ
 نوح من ركب فیہا نخی ومن تخلف عنها فقد غرق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ
 اور عترت کو چھوڑ گئے ہیں۔ اگر انکو لین تو گمراہ ہونگے۔ تعجب تو یہ ہے فرقہ سبائیہ نہ عترت رسول اللہ کی
 پیروی کرتا ہے نہ کتاب اللہ کی ہدایت سے سچا استفادہ۔ دیکھیے مجتہد زرارہ جو افتہ اور اعلم بلکہ امام اعظم
 فرقہ ہے سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے حق میں بدگوئی۔ لغت کرتا ہے (دیکھو منتهی الکلام) اہل بیت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی عترت کے ساتھ بلا تخصیص و بلا تعین عام طور سے محبت حسن ظن رکھنی
 لازمہ اہل اسلام ہے۔ اگر اہل انصاف عذر اور بے تعصبی سے دیکھیں تو فرقہ سبائیہ کی ناصبیت۔ خارجیت
 ان پر ہویا و منکشف ہوگی۔ حسن ابن حسن مثنیٰ۔ اور عبد اللہ محض اور نفس زکیہ کو کافر اور مرتد بتاتے ہیں
 جعفر ابن موسی کاظم اور جعفر ابن علی برادر حضرت امام حسن عسکری کو کذاب کہتے ہیں (دیکھو ققباہ ص ۵)
 حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے اپنی اولاد کے ساتھ محبت رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں اکھروا
 اولاد علی من مات علی حب آل محمد مات علی الشیئۃ و الجماعۃ یعنی میری اولاد کو گرامی
 رکھو اور جو مرے آل محمد کی محبت پر تو وہ مرا سنت و جماعت پر۔ (جامع الاخبار) باوجود ان احادیث کے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے ساتھ (مثل خوارج نواصب اور یزید یون کے) بغض و عناد رکھتے
 اور کذاب مرتد کہتے ہیں۔ بیچ کافر مکند آنچہ محبان کو و نہ ما زید بن علی اور یحییٰ بن زید سے عناد قلبی
 رکھتے ہیں۔ ابراہیم بن موسی کاظم کو کذاب اور ابراہیم بن عبد اللہ کو اور زکریا بن محمد باقر کو اور محمد بن عبد
 بن الحسین کو اور محمد بن القاسم اور یحییٰ کو کافر و مرتد کہتے ہیں (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۱۰) مہ نشانہ نور
 و سنگ عو کند ہر کسی بر خلقت خود می تند و لله در من قال لو کنت صادقا بجمہ ما
 کھرتھم یا ایہا الزنادیق بدگو۔ طاعن۔ مثل یزید ملید و خوارج کے آل نبی کے دشمن ہیں۔ انکے صرف
 چند افراد اہل بیت سے محبت رسمی ہے اور باقی دو دمان مرقضوی سے اور اصحاب نبوی سے بغض و عناد بے دلی

مخالفتین کا مدارج النبۃ کے حوالہ سے یہ ہے اصل اتہام کہ "مدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دو سو درہم کے اونٹ کو
 رسول خدا کے ہاتھ پر دو سو درہم کو فروخت کیا" بالکل غلط افتراء ہے۔ جو لوگ جھوٹ اور تلبہ کہہ پراہدین سمجھتے ہیں انہیں
 صداقت و راستبازی کی توقع امر محال ہے۔ مدارج النبۃ کوئی نایاب نہیں تند دہشتہ ہوسکتے ہیں اس میں اس قسم کی تدلیس
 بالکل آئین شرافت و انسانیت کے خلاف ہے۔ اس کتاب میں دو سو درہم کا ذکر ہی نہیں (دیکھو ہجرت کا بیان)
 بصنعت گریارائی دروغ و غیر ذل خوارج دل زد سے ۱۲

گستاخی بذطنی جو عبداللہ بن سبا یہودی کی گمراہ کن تعلیم کا نتیجہ ہے! انسی بدگوئی اور بد طبعیتی پر خیر است
 کا زعم! سوچو۔ غور کرو۔ یا ایہا الرفاض قد لعنتم! ببغض اصحاب النبی و سنتہ!
 فی فضلہم قال النبی اصحابی کا بالجوم کیف عندہ بنتہ! تیز اسفل و اعلیٰ نہیں ہوتی ہے
 سو فی کو بڑا برابر نیک و بد کی واسطے ڈنک چھو کا! بالکل حیرت کا مقام ہے کہ سبائیہ امید کی محبت کا دعویٰ
 کرتے ہیں۔ پھر (نعوذ باللہ) ان پر بے حیثیتی۔ بے غیرتی کا شرمناک اور برباد کن ناموس الزام لگاتے ہیں۔
 دوستی بے خرد خود دشمنی سہ! محدثین سبائیہ حضرت صادق اور دوسرے امید پر یہ اتہام لگاتے ہیں کہ وہ
 کہتے تھے "ان خدمتہ جوارینا و فروجہن لکم حلال" حضرات امید پر جھکی فضیلت و بزرگی اظہر
 من الشمس ہے یہ اتہام۔ شرم! شرم! بیچ کا رنگ نہ آنچ مچان کر دے

بحث قرآن مجید

خداوند تعالیٰ جو قادر مطلق ہے قرآن کی حفاظت و نگران کا وعدہ کرتا ہے کہ لَا تَنسُوا نِیلَ لَکُمَا تِلْکَ لَکُمَا تِلْکَ
 وَکَلَّآ لَکُمَا فَظُؤُنَ۔ نیز فرمایا۔ لَا یَا تِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَکَلَّآ مَنْ خَلْفَہِ تَنْزِیْلُ
 مِنْ حَکِیْمٍ حَمِیدٍ۔ الایہ۔ کل فرق اسلام متفقاً و متحداً باستثناء چند محبوط الحواس جہاں شہرہ شہم
 حشو یہ کہ قرآن مجید کے غیر محرف۔ بے نقص۔ کامل۔ ہونے کے مقر اور قایل ہیں۔ اسی پر انکا صدق ایمان ہے
 کیونکہ خدای قادر اسکی حفاظت کا پورا وعدہ کلام ربانی میں کر چکا ہے۔ باوجود اسکے قرآن کا خفا تا قیامت محال
 عقلی و نقلی ہے۔ کیا کوئی سلیم الحواس خلاف ورزی وعدہ یا جھوٹ و تقصیر کی نسبت (عیاذ باللہ) ذات باری پر
 کر سکتا ہے؟ سیاہ کار تغزیر یافتہ حشو یہ کہ یہ عجیب تو ہم کہ قرآن مجید (باوجود ربانی حفاظت کے) محرف اور ساقط
 ہو گیا (اور نعوذ باللہ خدای قادر و وحی اسکی حفاظت سے باوجود وعدہ کے عاجز رہا) انکا یہ تجل اور وہم (کل فرق
 اسلام کے برخلاف) متعصب یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں سے ملتا جلتا ہے کیونکہ انکے اعتقاد میں ہنوز
 بہت کچھ عبداللہ بن سبا یہودی کی تعلیم کی آمیزش کا اثر موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زائد مبارک
 میں بھی کفار فجار اور منافقین سیدہ کار قرآن شریف پر شکستہ چینی اور اقسام کے بو سے اور لغو الزامات قائم
 کرتے تھے۔ اب بھی بعض متعصب پنڈت بے انصاف پورا و چند بد لکام بادہ خواران فرنگ کیا کرتے ہیں جن پر
 فتنہ ریش حشو یہ اظہار مسرت کریں یا انکی تقلید کریں تو کوئی تعجب کا محل نہیں ہے کہ نہ بجنس یا بجنس پر داز
 خود اللہ جل شانہ کفار کے خیالات کی طرف اشارہ کرتا ہے اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلَیْنِ الْاٰیہ

نیز فرمایا ان کان لهذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء الایہ کل بے تعصب اور
منصف مزاج دنیا معترف ہے کہ قرآن مجید بحفاظ اعلیٰ اخلاقی روحانی۔ تمدنی تعلیم۔ مکمل ہدایت فصاحت و بلاغت
اور سحر بیانی کے اپنا نظیر آپ ہو۔ (سہ) دامت لدینہ افاقا کل معجزة من النبیین اذ جاءت
ولم تدم کفار کے مقابلہ اور معارضہ میں پیش کیا گیا اگر اس میں کچھ نقص اور عیب ہو یا تمکو شک ہے تو
ایک چھوٹا سورہ ہوا کے مقابلہ میں پیش کرو "ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاقوا
یسوزون من قبلکم" الایہ تو فصحا و زما بالکل عاجز و مغلوب ہو گئے۔ اب بھی ڈنکے کی چوٹ ہمارا دعویٰ ہے
کہ کسی حشو پر کو قرآن مجید کے اسقاط اور نقص کا تو ہم یا شک ہے تو ایک سطر ہی اسکے معارضہ میں لائیے۔ تا انکی
لیاقت اور صداقت دنیا پر ظاہر ہو جائے (د) دتت بلاغتھا دعویٰ معارضہ ا رد الغیور
یدی الجانی عن المحرم ا یہ بات پوشیدہ نہیں کہ جسکی طبیعت میں انصاف پرستی۔ حق پسندی۔ سلیم الفطرتی
کا مادہ ہے وہی مکمل ہدایت سے ہمیشہ فائدہ اٹھایا کرتا ہے۔ لیکن کج فہم۔ ہٹ دھرم اس سے محروم ہے
علیہم بھت کسی ما کہ بافتند سیاہ ہے آب زمزم و کوثر سفید نہ توان کردہ جسکی خمیر میں ہی ہدایت صلاح پذیر
کا مادہ نہیں۔ بھلا وہ کسی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت سے راہ راست پر آسکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے
وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُو شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا۔ الایہ
اور بھی فرمایا ذلک الکتاب الہدی للمتقین الخ معترضین قرآن کے بارے میں مولانا
ردم رحمہ اللہ فرماتے ہیں (سہ) اسی سبب طاعن تو دعویٰ میکنی ہے طعن قرآن را برون شومیکنی۔ جہاں حشویہ کا
نقص اور تحریف کے ثبوت کے لئے غیر معتبر اور من گھڑت اقوال (جسکی صحت تحقیق شیعہ کے پاس ہی بالکل مخدوش
ہے اور ائمہ کرام کے نزدیک بھی مردود) صرف اس غرض سے پیش کرنا کہ خدا تعالیٰ باوجود وعدہ کے اسکی حفاظت
کرنے سے اور قرآن پر (حب رعم حشویہ) جو ظلم ہوا اسکے بچانے سے قاصر رہا (عیاذ باللہ) حالانکہ ائمہ کرام کا حکم ہی
کہ قرآن مجید کے برخلاف ایسے جھوٹے اقوال اور موضوع احادیث جو کذا بین و ضاعین کے ساختہ ہیں باور رکھو
بلکہ دیوار پر پھیک مارو" (دیکھو توضیح المقال مصنفہ کا علی محمد طہرانی)

سہ نامور شیعہ قدیم مصنفین جسکے روایات و اقوال پر اہل شیعہ کے مذہب کا دار و مدار ہے انکے حالات درج کئے جاتے
ہیں بغور ملاحظہ فرمائیے۔ "محمد بن شیعہ مشامین اور صاحب الطاق اور ہنتمی وغیرہ کے احوال شیعہ کے کتب رجال میں
دیکھیں سے انوسناک حالات مشکف ہوتے ہیں۔ قطع نظر ارشاد ائمہ ہدی و دعا و جمیع مساک کے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ما بعد)

اب ہم محققین شیعہ کے دلائل قرآن مجید کے بے نقص اور غیر محرف اور مکمل رہنے کے بارے میں درج کرتے ہیں۔ اسید کہ اہل شیعہ بے نقبی اور انصاف سے غور اور عقل سلیم سے تدبر کریں ورنہ ان شتر الدقائب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون کے مصداق ہوگا۔

(۱) جناب امیر فرماتے ہیں۔ ثما نزل علیہ الكتاب فورا لا یطفا مصابیحہ وسراجا لا یخوؤ توقدہ و بجرا لا ید رک قعرہ ومنہا جالا یضل نا بھجہ وشعا عالا یظلم ضوءہ وفراقا لا یجحد برہانہ و بینا لا یھدم ارکانہ الی ان قال فھو جولا یسترقہ المسترقون و عیون لا ینفیھا المایحون۔ یعنی اللہ نے اوتارا اپنے نبی پر قرآن کو نور کہ نہیں گل ہوتا اسکا چراغ اور چراغ کہ نہیں گم ہوتی اسکی روشنی اور دریا کہ نہیں پایان اسکی گہرائی کا اور راہ کشادہ کہ نہیں بھٹکتا راہ گیر اور شمع

(بقیہ حاشیہ) ایہ انکے متعلق اقرا پر دازی۔ جوئے احادیث گھڑنے کا الزام قائم کرتے ہیں۔ یروی عنا الاکاذیب و یفتی علینا اهل البيت قاتلہم اللہ اخر اھم اللہ (تفصیل کیلئے دیکھو قباق اور تھمد) ابن مسکان شیعہ حضرت صادق سے روایات بیان کرتا ہے لیکن محققین شیعہ اسکی تکذیب کرتے ہیں۔ اس طرح ابوالعباس شیعہ کے کذب اور وضع پر سب کا اجماع ہے کیونکہ وہ جھوٹے احادیث روایت کرتا تھا۔ ابولعبیر شیعہ نے خود اپنے جھوٹ کا اعتراف اور اقرار کیا باوصف اسکے تخمیناً ربع کتاب کہنی اسی کذاب کی روایت سے منتظم ہے۔ شیعہ نے جسکے مجتہد اعظم زرارہ انکی پیروی باعث نجات و رستگاری تصور کیا جاتی ہے انکے بارے میں امام صادق کہتے ہیں (تھقیہ کیلئے نہیں) کہ وہ بدتر ہے یہود و نصاریٰ سے (کتابت لابی عمرو کنتی شیعہ) محدثین شیعہ نے منیرہ مجلی اور ابو کامل کے بارے میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے اھما یفتیان علینا اهل البيت و یرویان عنا الاکاذیب یعنی ہر دو ہم اہل بیت پر افترا کرتے ہیں اور جھوٹے احادیث روایت کرتے ہیں۔ لآ علی طہرائی اپنی بے نقبی سے اقرا کرتا ہوں ہمارے حدیثوں میں بہت سے جھوٹے اور وضع ہیں (دیکھو توضیح المقال فی علم الرجال) کہتا ہے "ان فی روایاتنا کانت حمله من الاخبار الموضوعة" حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "ان المعیرۃ بن سعید دس فی کتب الاحادیث لہ محدث بھا ابی نائقوا اللہ ولا تقبلوا علینا ما خالف قول ربنا و سنتہ ندینا یعنی معیرہ بن سعید نے سیرے پر بزرگوار کی کتابوں میں ایسی جھوٹے حدیثیں ملا دی ہیں جسکو کسی سیرے باب نے بیان نہیں کیا تھا پس خدا سے ڈرو اور جو قول ہمارا خدا کے کلام اور نبی کی سنت کے خلاف پاؤا اوسے مست مانو" (دیکھو توضیح المقال) بعض شیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عراق میں امام باقر اور امام جعفر صادق کے اصحاب کو پایا۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۸)

کہ نہیں تاریک ہوتی ادسکی چمک اور فارق درمیان حق و باطل کے کہ نہیں جم رہتی اسکی برہان اور خانہ کہ نہیں گرتے اسکے ارکان۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ پس یہ قرآن ایک دریا ہو عظیم الشان کہ نہیں سرقہ کر سکتے سہو سرقہ کرنے والے اور ایک چشمہ ہے روان کہ نہیں ٹسا سکتے اسکو ٹسانے والے (دیکھو شیعہ کی اصح کتاب بیچ البلاغہ) افسوس بے علم جہاں متعصب حشویہ کا یہ پاگلانہ ادعا کہ قرآن مجید میں ٹٹ سے زیادہ اسقاط و سرقہ کیا گیا۔ اور یہ مجنوطانہ خبط کہ ”تم اسکو (قرآن کو) نہیں دیکھینگے بعد اس روز کے کہی“ یہ کل تخیلات و توہمات سراسر لغو اور بے اصل میں کیونکہ انکی کامل تردید جناب امیر کے قول سے ہو چکی ہے وواع عمر نزدیک و تو خود درو می نہ آگے و رفیقان بار بستند و تو خوش بنشتہ غافل

(۲) نور اللہ شوستری نے مصایب النواصب میں لکھا ہو کہ ”وہ جو شیعہ امامیہ کے طرف قرآن میں تغیر منسوب کرتے ہیں سو وہ جمہور امامیہ کا قول نہیں۔ صرف چند ایسے لوگوں کا قول ہے کہ جنکا امامیہ میں کچھ شمار نہیں (تعریف القرآن) (۳) محمد بن حسن عاملی مجتہد شیعہ لکھتے ہیں: ”ہر کسکے تتبع اخبار و تفحص تواریخ و آثار خود بعلم یقین میدان کہ قرآن در غایت داعلی درجہ تو اترا بودہ و آلافت صحابہ نقل میگرداند آنرا در عہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجسوم و مؤلف بود“ (ص ۳۱ منہ)۔

(بقیہ حاشیہ) اور اہل حدیثین حسین اور انکی کتابوں کو لیا۔ اور بعد اسکے حضرت امام موسی رضا کے روبرو پیش کیا آپ نے بہت سے احادیث سے انکار فرمایا اور کہا ابو الخطاب نے امام جعفر صادق پر جوٹ لگایا ہے خدا پر لعنت کرے اور اسیر طرح ابو الخطاب کے فضائل حدیثوں سے اب تک فریب دیتے ہیں اور امام جعفر صادق کے اصحاب کی کتابوں میں ملا دیتے ہیں۔ یہ سچ کچھ خلاف قرآن کے ہوا ہے ہمارے طرف سے نہ سمجھو اور نہ اسے قبول کرو اور جو چیز مخالف قرآن اور سنت و ہو اسے دیوار پر مارو۔ (دیکھو آیات بینات جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ مصنفہ نواب محسن الملک بہادر) اہل انصاف پر واضح و منکشف ہوا ہو گا کہ مروجہ اقوال و احادیث کس پایہ کے ہیں اور اہل کلام اللہ کے برخلاف استہداد کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے ۹ در آسمان لیکہ خود آید مخالف قرآن احادیث کو دیوار پر پھینک دیتے تاکہ نہ کہتے ہیں ۱۲

قرآن مجید کے جلاویز کا الزام ادا تفسیر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کیا ہے حالانکہ حسب اتفاق صحابہ قرآن کے مکمل پیسے تیار ہو چکے بعد بیکار مسووسے اور ردی اجزا احتیاطاً جلائے گئے۔ اگر یہ کام قابل اعتراض رہتا تو ایسے اہم امور دینی میں مولانا مشکل کشا کا سکوت باوجود حیرت انگیز شجاعت و بہادری کے برخلاف امر معروف و نہی منکر

(۴) علامہ صاوق نے کلینی کی شرح میں لکھا ہے۔ "جس ترتیب سے کہ قرآن اب موجود ہے امام مہدی کے ظہور تک اسے سیرج ظاہر ہوگا اور امام اسے کو مشہور کرینگے۔"

(۵) تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے "آنحضرت علیہ السلام کے عہد میں قرآن مجید اسی طرح سے جمع کیا جاتا تھا کہ جواب ہر کیونکہ قرآن کو حفظ کرتے اور پڑھتے اور پڑھتے تھے۔ اس کے بعد لکھا ہے "امامیہ اور حشویہ میں سے جو بعض شخص اس امر میں مخالف ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں سو وہ بعض محدث ہیں کہ جنکو بعض احادیث سے کہ جنکی حجت کا انکو گمان ہو گیا اور درحقیقت صحیح نہیں۔ یہ وہ ہو گا ہو گیا ہے" (دیکھو تفسیر مجمع البیان)

(۶) ہمارے لائق فاضل مولوی غلام نبی اللہ احمد صاحب مجتہد نقشہ کلان کا قدیم اور دیرینہ اعتقاد یہ تھا

کہ "ہر زمانہ میں موجود معجزہ اوس حضرت کا قرآن مجید ہے" پھر اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "سارے فضی اوس

زمانہ کے بلکہ ہر زمانہ کے ویسے کلام کے لانیسے عاجز ہوئے" (پایہ دین ص ۸) افسوس کہ اب اس پیرائہ سال

میں (غالباً ریورنڈ فنڈ اور پنڈت لکھرام کے کتب کے مطالعہ کی وجہ سے) ان کے خیالات میں حیرت انگیز

کامیہ پلٹ ہو گئی ہے۔ مخالفین اسلام بڑی مسرت اور شکریہ کے ساتھ ان کے جدید اعتقادات کا خیر مقدم کرینگے

اور ان کے جدید تصانیف سے اسلام پر نکتہ چینی کرنے درج نہیں کرینگے۔ اب انکو آیات قرآنی جیسے ان خاتم

ان لا تقسطوا کی فصاحت اور ربط میں شک پیدا ہوا ہے اور زعم ہے کہ قرآن مجید سے تیسرے حصہ سے زیادہ

ساقط ہو گیا" اور پھر یہ عہد یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے حفاظت قرآن کا یہ وعدہ کہ وانا لم یحافظون

اور لایاتہ الباطل صرف حضرت امیر کے جمع کردہ قرآن کے بارے میں تھا" اور وہ قرآن خدائی حفاظت

کے باوجود ہمیشہ کیلئے دنیا سے ناپید ہو گیا۔ جیسا کہ اس کتاب کے ہیرو حجۃ الاسلام صاحب نقشہ کلان نے

کتاب صافی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں "فتم اللہ کی نہیں دیکھینگے تم اسکو (قرآن کو) بعد اس روز کے کبھی"

گو یا ان کے جدید عقیدہ کے لحاظ سے خدای قادر باوجود وعدہ حفاظت کے اسکی محافظت پر قادر نہ ہو سکا

(عیاذ باللہ) اسلئے زمانہ امیر علیہ السلام سے قرآن مفقود ہو گیا مجبوراً امام عسکری اور دوسرے مجتہدین کو

صحیفہ عثمانی کی ہی تفسیر کرنی پڑی۔ افسوس جناب امیر نے مخلصین شیعہ کو بھی وہ قرآن عطا نہیں کیا تاؤ

صحیفہ عثمانی سے سبکدوشی حاصل کرتے۔

(۷) علامہ ابو جعفر محمد شیعہ نے لکھا ہے "کہ قرآن جبکو اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا

دی ہے جو لوگوں کے ہاتھ میں پایا جاتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اس کے بعد لکھتا ہے "جو شخص ہمارے طرف نسبت

کرتا ہے کہ ہم کہتے ہیں قرآن اس سے زیادہ تہا وہ جھوٹا ہے (دیکھو رسالہ اعتقادات)۔

(۸) شبیہ کے نامور مجتہد سید مرتضیٰ نے قرآن کے عدم تحریف اور بے نقص ہونے پر مدلل بحث کی ہے انکی عبارت کے اخیر فقرہ یہ ہیں "فكيف يجوز ان يكون مغيرا ومنقوصا مع العناية الصادقة والضبط الشديد" یعنی پس کیونکر جائز ہو سکتا ہو ایسی سچی محافظت اور بڑی نگہداشت میں کہ قرآن میں تغیر یا نقصان ہو گیا ہو" (دیکھو مجمع البیان)۔

(۹) شیخ طبرسی اپنی مشہور تفسیر میں تحریف و تبدیل کا انکار کرتا ہے۔ لہذا سلیم الفطرت ذی عقل بے تعصب شیعی مجتہدوں کو قرآن کے بے نقص اور غیر محرف ہونیکا اقرار اور اعتراف ہے انکے برخلاف کج فہم ہٹ دہرم متعصب حامی سید کا تعزیر یافتہ حشو یہ کا زعم عند المحققین کیونکر قابل وقعت ہو سکتا ہے۔ عمر رفت از دست و تور خواب غفلت ماندہ و قافلہ بگذشت و تومی نشوئی بانگ صلا و بول و گ صبح الحواس بے تعصب سلیم الطینت میں انکی تشفی کے لئے صرف یہ آیہ مجیدہ و انالہ لحافظون کافی ہے۔ (۱۰) بعض حشو یہ آیہ وان خفتم ان لا تقسطوا الی آخرہ۔ اسپر عامیانا نکتہ چینی اور ناگوار اعتراضات کرتے ہیں حالانکہ از روی مذہب شیعہ استخفاف قرآن اور انکار کفریات سے ہے مجلسی نے اعتقادات میں لکھا ہے انکار القرآن والاستخفاف بہ کفر۔

(۱۱) امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان هذا القرآن فیہ منار الہدی ومصابیح الدجی یعنی اس قرآن میں نور میں ہدایت کے اور چراغ تاریکی کے (حدیقہ سلطانیہ)۔ (۱۲) امام نقی علیہ السلام سے مروی ہے قد اجمعت الامة قاطبة علی ان هذا القرآن حق لا ریب فیہ یعنی تمامی امت کا اجماع ہے کہ یہ قرآن حق ہے اس میں شبہ کو دخل نہیں (یا امام مجتہد نقشبند کے اسکے حق ہونے میں شبہ ہے)۔

قرآنی سورتوں کی موجودہ ترتیب اور تنزیل کو کاتب مہود نے بسبب عدم وقفیت و جہل کے تحریف سمجھ رکھا ہے حالانکہ کل فرق اسلام متفق ہیں کہ کلام اللہ کا نزول ایک ہی وقت پر نہیں ہوا بلکہ وحی متعدد اور وقت ضرورت نازل ہوتی تھی۔ بعض کی آیات کا ترجمہ مدینہ میں ہوا۔ اور بعض مدنی آیات بوقت ضرورت مکہ معظمہ میں ہی نازل ہوئے۔ اس ترتیب کے لحاظ سے قرآن حسب الحکم رسالت پناہی اسکے موقع اصلی پر لکھا جانا تھا اور بقول شیعی مجتہد سید مرتضیٰ کے اکثر صحابہ نے بزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفظ بھی کر لیا تھا۔

پس جہاں حشویہ کی شان نزول سے ناواقف نے انکو اس بودے اعتقاد پر آمادہ کیا کہ آیات اور سورتوں کی مروجہ ترتیب تحریر میں داخل ہے۔ "تحریر کے اصطلاحی اور لغوی معنی سے کاتب معبود کا عدم اختیار اور پھر کلام اللہ پر مبنی گھڑت اعتراض مبارکہ اور خلاف تدین نہیں تو کیا ہے؟ انکے اس بودے خیال کی تردید جناب امام علی نقی نے کر دی ہے کہ القرآن حق لا اختلاف بینہم فی تزیلہ و تصدیقہ یعنی قرآن حق ہے فیما بین امت کے اسکی تزییل اور تصدیق میں اختلاف ہی نہیں۔ پھر اسکے بعد لکھتے ہیں۔ اگر انکار کیا تو قدرت اسلامیہ سے خروج لازم آئیگا۔ ان جہدات و انکروت لزما بالخروج عن الملة (دیکھو حدیث سلطانیہ) خلاصہ المنہج میں تحت قولہ تعالیٰ لا مبدل لکلماتہ وهو التامیخ العلیم مذکور ہے۔ "ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مرآء اخبار و احکام اور اچنانکہ تبدیل و اذتوریت رازیرا کہ حقیقتاً محافظت قرآن فرمودہ"

۱۰ ہم آگے اہل تشیع کے احادیث پر اجمالی بحث کر چکے ہیں اور یہ ثابت کر دیا گیا کہ قرآن مجید کے برخلاف تحقیقین شیعہ کے پاس اقوال اور روایات قابل سند نہیں۔ اہل سنت کے پاس بھی احادیث و روایات کے مختلف اقسام ہیں صحیح۔ مضع۔ مرفوع۔ موقوف۔ مقطوع۔ متصل۔ ضعیف۔ قوی۔ غریب۔ عزیز۔ آحاد۔ متواتر۔ اسبطر۔ محدثین کے طبقات متفاوت ہیں۔ جب تک اس فن میں کامل مہارت نہ معمول لیاقت کا آدمی صحاح اور غیر صحاح میں اختیار نہیں کر سکتا۔ (۱) اسی التباس کے باعث کاتب معبود نے غلط فہمی سے یہ کہہ دیا "سنت جماعت کے معتبر ترین تفسیر اتفاق صفحہ ۴۱۶ میں موجود ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ زمانہ حضرت رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ و سلم اب احزاب تلاوت کیا جاتا تھا دو سو آیت سے مگر عثمانؓ نے ستر پرتین آیتیں باقی رکھ لیں ایک سو ستادیس آیت نکال ڈالے اور سورہ احزاب میں آیہ جمع تھی وہ بھی نکالی گئی" انتہی۔ اتفاق سے سورہ احزاب کے متعلق مجتہد جی نے لولہ یقیندار کا مبنی گھڑت ترجمہ کر کے اپنی عدم دیانت و ناراستی کا ثبوت دیا۔ اور آیتوں کی تعداد جو اس روایت میں مذکور ہی نہیں اپنی طرف سے وضع کر لیکر حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کر دیا۔ یہ ہے دیانت! یہ ہے صداقت!! آیہ ترجمہ کا حکم اس روایت میں نہیں کہ (جیسا کہ ملا جی کا زعم ہے) بلکہ اسکی مابعد کی روایت میں حکم رجم سے استشہاد بیکار ہے۔ اسلئے کہ مذہب اہل سنت کے مطابق وہ حسب ارشاد رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم منسوخ التلاوت ہو چکی تھی اور نسخ کے بارہ میں شیعہ بھی مختلف نہیں اوعادہ تحریر کو اس سے کیا نسبت لان جمیع ذلک ما نسخت تلاقہ فی حیاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم (فتح الباری صفحہ ۶ جلد ۲)

(ب) ملا جی کا یہ غلط بیان کہ "جمال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھے ہیں کہ علی مرتضیٰؓ جیسے (بقیہ صفحہ ۲۴)

اہل سنت کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ وحی نازل ہوتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تون سے فرماتے تھے کہ ان آیات کو کہ فلاں سورہ کے ہیں اسی سورہ میں لکھ دو سو کاتب اس آیت کو جہاں کی ہوتی تھی وہیں لکھ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے وکان اذا نزل علیہ شیء دعا بعض من کان یکتب فیقول ضعوا ہؤلاء الایات فی سورۃ التی یدکر فیہا کذا وکذا یعنی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ نازل ہوتا تھا تو آپ اپنے بعض کاتب کو بلا کر فرمادیتے کہ ان آیات کو فلاں سورہ میں لکھ دو۔ علاوہ اسکے خود اللہ جل شانہ اسکے جمع اور ترتیب کو اپنے ذمہ لیا ہے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔

(بقیہ حاشیہ) قرآن کو جمع کر کے حضور میں حضرت رسول اللہ کے گزرانے۔ انتہی۔ قلت علم۔ تعصب ہمیشہ انسان کو جہاسازی فریب انگیزی کے ارتکاب پر دلیر کرتا ہے جو لوگ علم عربی سے بہرہ رکھتے ہیں وہ انصاف کریں انکا ادعا باطل سیوطی کے اس قول سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ احد من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ج) آیہ تبلیغ میں اِنَّ عَلَیْنا مَوْلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ داخل آیت تہی کر کے اس پر درمنثور سے ایک غیر معتبر روایت پیش کی ہے۔ حالانکہ کتب اسما و الرجال کے دیکھنے سے اسکے راویوں کا ضعف اور انکا غیر اہل سنت ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ بعض محدثین مختلف فرق اسلام کے احادیث بلکہ بنی اسرائیل کے قصص و حکایات بھی داخل کتب کر دیتے ہیں۔ اسکی تفتیح و تحقیق کتب اسما و الرجال میں کی جاتی ہے۔ ان ضعیف اقوال و روایات کی اصلیت و حقیقت خود سیوطی نے بتا دی ہے لان الاخبار فیہ اخبار آحاد ولا یجوز القطع علی انزال قرآن و نسخہ باخبار آحاد لاجتہاد فیہا۔ سیوطی کے اس قاعدہ کلیہ سے مجتہد صاحب کی تردید ہو جاتی ہے۔ کیا یہ مجتہد صاحب کے لئے شرم کی بات نہیں کہ وہ بلا تحقیق صرف ایک روایت نقل کر دیکر اپنا عندیہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا اور اسکے دوسرے اقوال سے اغراض و جنہم پوشی کرنی آمین دیانت ہے؟ کیا یہ صرف لا تقر بوا الصلوۃ کی سی نقل نہیں کی جاسکتی؟ سے غوئے کہ بشیر در بدن رفت و آذم برو کہ جان ز تن رفت، اخوس ہے کہ کاتب مہود اپنی تحریر میں بحد جاوہ صداقت و دیانت سے تجاوز کر گئے ہیں جبکہ تفسیر (نفاق) مذہب کی زینت قرار پایا تو پھر صداقت کی دشوار گزار منزل طی کرنے کی کون ضرورت! انکا یہ دعویٰ کہ دوسرے معضرن اہل سنت نے جیسے مخدرازی اپنی تفسیر کبیر میں۔ یعنی شرح بخاری میں۔ واحدی تفسیر اسباب النزول میں ان علیا مولى المؤمنین داخل آیت رہنے کا اعتراف کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کاتب مہود کا یہ ادعا بالکل بے اصل ہنر علی الکذب ہے۔ اپنی عیاری ظاہر نہ ہو سکے لئے بغیر دیکھے بلا لحاظ قواعد بحث صرف کتابوں کا نام لے لیا۔ ۱۲

بحث افتراء

ہم کو اسید تھی حجۃ الاسلام صاحب اُرم و رک۔ اقتداء اہل تشن کے بارے میں فتاوے عالمگیری اور صواعق محرقہ سے غلط استدلال کرنے کی وجہ سے جو فروگزاشت اسنے سرزد ہوئی۔ اس پر متنبہ اور ناوم ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے سب پر اپنی راستبازی۔ صداقت شعاری۔ انصاف پسندی کا اظہار کریں گے۔ لیکن **۱** چہ ولاورست و زوے کہ بکف چراغ دارد باوجود صواعق محرقہ کے عبارت میں قطع و برید۔ و تصرف بیجا کرنے کے لئے اپنی ہٹ پر قائم ہیں۔ کیا انکو معلوم نہیں **۲** راستی موجب رضاے خداست اپنی غلط بیانی کے اخفاء کرنے مقدور بھر زور لگا رہے ہیں۔ آخر تا کے ۹ سچہ۔ سچہ ہے۔ جھوٹ۔ جھوٹ سخن رازیور سے جز راستی نیست ملاجی کو مولیٰ علی کی قسم۔ حضرت عباس کی قسم۔ سچہ کہو کیا یہ عبارت اس طرح صواعق محرقہ میں ہے۔ جو آپ نے (دہو کا دینے کے لئے) کہا۔ "ولا تجوزن الصلح خلف الوافضی انکان ہوی والا تجوزن و تنکرہ" افسوس! یہ مصنفین کے شہرت یافتہ کتب میں ایسی بددیانتی اور ناراستی سے تصرف بیجا کر کے اپنی اخلاقی کمزوری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ انصافاً کہئے اس کردار پر حجۃ الاسلامی کا لقب موزون ہے ۹ کیا خیر امتہ کا زعم اور امتہ اجابت کا دعویٰ آپ کو سہاتا ہے ۹ کیا آپ کو کلام اللہ کی اس وعید سے وقیفیت نہیں **۱۰** اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْکَافِرِینَ کیا اجتہاد پناہ کو سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ مبارک ارشاد ذہن سے اتر گیا کہ علامۃ الایمان ایثارک الصدق۔ کیا جھوٹ کہنے والے جناب امیر کے حسب ارشاد مسلمان کی علامت رکھتے ہیں؟ **۱۱** حیدران لا تلقاہ الا قلت من کل الجہات اری بہ جبّاذاء **۱۲** بوسیدہ برقع اندھاے چند **۱۳** نارفتہ رہ صدق و صفا گاہے چند **۱۴** بگرفتہ زلمات الف لائے چند **۱۵** بدنام کسیدہ کونامے چند **۱۶**

مجتہد صاحب کے سیس غلطیان

قولہ "حجۃ الاسلام کو اس حجۃ لانے میں نسبت کفار کے طعنہ زنی کی اور مادری زبان میں ایک سطر صحت سے لکھنے پر قاصر نہیں رہنے اور جاے سے باہر ہو جانے کی اور علم لغت و صرف و نحو و معنی بیان و اصول وغیرہ پر مہارت نہ رکھنے کی دنیا و حالانکہ ان کے تصانیف عربیہ و فارسیہ

ہندو اصول دین و اصول فقہ اور اخلاق اور تفسیر مسمیٰ بسراج منیر وغیرہ سے یہ سب علوم کیسا مترشح اور منفرج ہیں "اقول بیشک حجۃ الاسلام کے دعوے کے ساتھ ہنگو دلی ہمدردی ہے۔ کاش دوسرے اہل علم بھی مجتہد صاحب کے علم و فضیلت کا لوہا مانتے! سچہ ہے۔ اپنی لیاقت پر آپ اترنا بالکل ناموزون امر ہے۔" مشک آنت کہ خود ہوید نہ کہ عطار گوید "ایک شاعر کہتا ہے ۛ ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند ۛ در جہل مرکب ابد الدہر ماند ۛ نواب صاحب مدوح کی ایک عربی مراسلہ کے متعلق ایک ہندوستانی مٹا یہ راہی لکھتا ہے۔ "جعفر تہلی کی کھیات بھی اسکے رو بروا ت ہے" (دیکھو القسطاس المستقیم ص ۱۱) اتام حجت کے فاضل مصنف نے یہ لکھا ہے "اس تصویر بیان پر حجۃ الاسلام کا لقب ملا دو پیازہ کے انامین داخل کرنے کے قابل ہے۔" فاضل سیلا پوری نے "بوسے خیالات کا مجموعہ" کہا ہے۔ لیکن ہم ایک معمر سن۔ و خط کو جیکہ علم و فضل کا شہرہ نقشہ نگار و خردین پھیلا ہوا ہے دلخراش سخت اور نا ملائم جیکہ کر کے ایک ضعیف دل کو مجروح کرنا مناسب سمجھتے ہیں ۛ جراحات السنان طھا التیام ۛ ولا یلتام صاحب اللسان ۛ صرف انکے چند عربی لغزشات نحوی اور لغوی تحریر کرتے ہیں اگر وہ مناسب سمجھیں تو آئندہ اصلاح کر لیں۔ انکی عبارت ہندیہ میں بھی غلطیوں کا لاشناہی سلسلہ ہے لیکن اس پر تعاقب اور جرح توضیح اوقات سمجھ کر قلم انداز کیا گیا۔ اگر حجۃ الاسلام صاحب نے جناب مولوی محمد علی خان صاحب سے اصلاح لی تو مناسب ہوتا۔ ہم امید رکھتے ہیں آئندہ وہ ان سے استفادہ حاصل کرنے در یغ نہیں کریں گے۔

(۱) مجتہد صاحب لاثانی لکھتے ہیں "وقت مباشرت کنگائی چاہئے کرے۔۔۔۔۔ پھر اسکے بعد یہ دعا مرقوم ہو
 سبحان من زین الرجال باللیلی والنساء بالذنب" لفظ ذنب مباشرت متعلقہ بہت ہی مربوط ہے
 "ذنب" عورات کی دم کو کہتے ہیں۔ افسوس لغات عربی میں انکایہ پایہ ہے! (یہ دعا انکی پایہ دین ص ۱۱
 میں ہے) پھر دعویٰ حجۃ الاسلامی!!

(۲) الا یعلم من خلق یعنی کیا نہیں جانتا جو جس نے آپ پیدا کیا ہے (پایہ دین ص ۳)
 افسوس ہنوز ضمیر غایب اور موصول میں تمیز نہیں۔ صریح غلط ترجمہ ہے۔

(۳) لا تدرك الا بصار وهو يدرك الا بصار وهو اللطيف الخبير۔ یعنی آنکھیں سیکر
 بالکل نہیں دیکھ سکتے ہیں اور وہ لطیف جانوں سے بھی پاکیزہ تر باخبر ہے۔ (پایہ دین ص ۱۱) لفظ "بالکل"
 اور "اللطیف جانوں سے" کس لفظ کے معنی ہیں "پاکیزہ تر" تو وہ کیا خوب معرفت ہو صفت مشبہ ہم تفسیر

سمجھنا۔ ایسی غلطی ہے جسکے مرکب شاید معمولی صرف خوان طلبہ ہی ہونگے۔

(۴) انی خشیث۔ الی آخر (پایہ دین ص ۱۱) اس آیت کے ترجمہ میں بھی بہت سولغزشا پائے جاتے ہیں۔

(۵) وعترتی اہل بیتی کا ترجمہ اور نزدیک ترین قرابت میری جواہل میت میرے ہیں۔ معلوم نہیں مجتہد صاحب القاب نے مبالغہ کا صیغہ ”نزدیک ترین“ کیوں گھڑ لیا۔ علم صرف کا یہ ابتدائی مسئلہ کیا حافطہ سے دور ہو گیا۔
(۶) حتی تقوم الساعة کے معنی وہاں تک کہ قیامت قائم ہو گئے ہیں (پایہ دین ص ۱۱) حتی کے معنی وہاں تک کیا ایجاد مجتہد صاحب ہے؟

(۷) لا ترجعون کے معنی نہیں بٹھکیے گئے ہیں (دیکھو پایہ دین ص ۱۱) انفس ہے انکو معرو اور مجھو کے صیغہ امتیاز کا نہیں۔
(۸) جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (پایہ دین ص ۱۱) اس آیت کے ترجمہ میں زہق اور زہوقا کے معنی غلط لکھے ہیں۔

اب ہم اشعاب ۱۳۷۸ کے پرچہ کے چند غلطیاں بطور اختصار برای اصلاح حجت الاسلام درج کرتے ہیں۔
(۹) من شر الکفار (سطر ۱) واو عاطفہ کو حذف کر دیا ہے۔

(۱۰) یا ایہا الرسول۔ الیہ (سطر ۹) اس آیت کے ترجمہ میں عربی قانون کے لحاظ سے اعلاط کی بھرا ہے۔

(۱۱) اذافات الشرط فات المشروط ”جب ط گئی مشروط گیا“ (سطر ۱۲) فات کو معنی غلط لکھو گو نظر ثانی کیجئے۔

(۱۲) بل هو آیات بینات الیہ (سطر ۲۵) اس آیت میں او تو العلم کے غلط معنی لکھے ہیں۔

(۱۳) فی کتاب مکنون (سطر ۲۵) اسکے معنی میں سیسی غلطی سرزد ہوئی ہو جو طفل مکتب سے ہوگی۔

(۱۴) ویؤید قول الامۃ آخر تک۔ اسکے ترجمہ میں بیحد غلطیاں کی گئی ہیں۔ عور کریں۔

(۱۵) وما جعلنا الرویا للتی الی آخرہ۔ اسکے ترجمہ میں بعض الفاظ اپنی طرف سے گھڑ لئے ہیں۔

(۱۶) یا علی انت تقابل الناس اسکے ترجمہ میں مفعول اور مجرور کی تیسر نہیں کی۔ لہذا ترجمہ مقابل قانون صحیح غلط ہے۔

اب ہم مجتہد صاحب نقشہ کلاں کے اس رسالہ کی غلطیوں کی طرف توجہ کرتے ہیں جسکو الحاشی مقدّمات لاطایلک موسوم کیا ہے۔

(۱۷) انکنت تدرك فذاک مصیبة یعنی اگر تو اس مطلب کو پایا پیرم مصیبت ہی (ص ۳) صیغہ مضارع کے

مجتہد صاحب بالقاب نے ماضی سمجھ کر غلط معنی کیا ہے۔ حالانکہ ابتدائی حرفت کی کتاب میزان میں بھی لکھا ہے ماضی پرچہ

اتین انیسو معنی مضارع کی کتابی چون خواہی کہ ماضی را مضارع کنی کی از حروف اتین در اول اور آدہ اول چہا

حرف سب الف و تا و یا و نون۔ (دیکھو میزان الصرف) ہم مسرت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دوسرے

مصرع کے معنی ٹھیک کئے ہیں جو قابل تعریف امر ہے جس پر ہم انکو مبارک دیتے ہیں
(۱۸) ان لم تفعل فما بلغت سالمة (صفحہ ۴) اس آیت کی تشریح غیر مربوط اور اسکا ایک حصہ بالکل من گھڑت ہے۔

(۱۹) کان ولم یکن اسکا بھی وہی سابق کا حال ہے۔

(۲۰) کما نوزی تا آخر (ص ۵) اس عربی عبارت کے نقل کرنے میں افسوس ہو کہ بالکل جاوہ و یانت و تجاوز
کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کوئی نایاب کتاب نہیں متعدد شہروں میں شائع ہو چکی ہے۔ بہلا اسمین تدلیس کرے تو کیونکر
پر وہ ضامین الکی کار سازیان چھی رہ سکتی ہیں ۵ نہان کی ماندان راز کو سازند محفلہا امید کہ آئندہ
ایسی تالیف اور دست اندازی سے توبہ النصوح کر لینگے۔

(۲۱) علی ہذا القیاس عبارت بالا کے ترجمہ میں بھی ناجائز کر توت پائے جاتے ہیں۔

(۲۲) خلاف الواحد کخلاف لا کثر یعنی اگر ایک ہی خلان کیا اکثر خلاف کئے دیا ہو کے (صفحہ ۱) انکو ایضاً حکم خیر
طفلاً نہ غلطیوں پر بالکل حسرت ہوتی ہو کہ ایسا ناموزن فاضل جسکو حج الاسلامی کا بھی علم ہو ہنوز مصدر اور ماضی میں مضاً اور مضاً الیہ میں
شرط اور جزا میں مطلق امتیاز نہیں برین عقل و دانش بیاید گریست ما شاء اللہ عربی کو ابتدائی قواعد میں تو انکا یہ پایہ ہو۔ خدا جانے
قرآن حدیث تفسیر فقہ میں علم معانی بیان فصاحت بلاغت حکمت منطق میں جو عربی علوم کو اعلیٰ مارج میں انکی بے نظیر تلیت
کے (جسکے آپ خود مارج ہیں) جو ہر کیسے چمکنے اور مترشح اور منفرج ہونگے۔

(۲۳) ان شوالد اب۔ الی آخرہ (ص ۵) اس آیت کو ترجمہ میں مضاً مضاً الیہ کو جار مجرور سمجھ کر غلط معنی کئے ہیں اور لفظ
”بترک“ یہ لفظ اپنی طرف سے قرآن کو معنی میں جڑ لیا ہو حالانکہ شرکے معنی مدی بقیض خیر ہو (دیکھو مارج ۱۳۱) عربی معمولی فقرہ نہیں
بھی ٹھیک کا امتیاز نہیں۔

(۲۴) لا یخذ المؤمن الکافین الی آخرہ (ص ۵) اگر ترجمہ میں قطع برید اور اغلاط اکثر سہو بصری کا اثر فاضل سیلابی اور فاضل مولیٰ نے
دوبارہ جہتہاں شیعہ اسکی اصلاح کی ہوتی کلام اللہ کو ایسے منگھڑتے غیر مشروع اور ناجائز ہے۔

(۲۵) یریدن ان یطغوا اور اللہ الی آخرہ اس آیت کا ترجمہ بھی بالکل غلط ہے۔

(۲۶) اخرج القرآن علیہ افضل الصلوٰۃ (۱۲ د ۱۳) اس عبارت کو ترجمہ میں صرف چند غلطیاں ہیں جو قابل غماض ہیں۔

(۲۷) اذ اما ال آخرہ (ص ۵) اسکا ترجمہ بھی غلط ہے فات کو معنی کیا بالکل غلط ہو ماضی میں لٹا ہی حافظہ سے اتر گئے۔

(۲۸) ایستہ الامری الی السماء الی آخرہ (ص ۵) اس کے ترجمہ میں ہی بعض اغلاط پائے جاتے ہیں۔

(۲۹) عند المالك (ص ۵) مالک پر عربی میں ال کا استعمال غلط قانونی ہے۔ (۳۰) لا تنیب علیکم امر اس آیت کو ترجمہ میں

ایوم کے معنی ہضم کر دئے ہیں۔ کلام اللہ میں یہ عبارت اعیان الہیہ (باقی آئندہ) کتبہ فقیر شاہ قادری حسین قادری نے